بشریٰ سیال

یہ تغافل دلِ فگار کے

"واٹ!" ان کی بات سن کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ وہ ناقابلِ یقین نگاہوں سے ماں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں دکھ اور حیرت کے سائے ہلکورے لے رہے تھے۔

"آپ لوگ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔" بمشکل جذبات کو کنٹرول کرتے ہوئے' آواز کو حتی المقدور نارمل رکھنے کی سعی میں وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔

"ایسا پہلی دفعہ نہیں ہو رہا جو تم اتنا واویلا مچا رہے ہو۔ یہ تو اس خاندان کی روایت ہے۔ صدیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے۔" انہیں اپنی آواز اجنبی محسوس ہو رہی تھی۔ خوبرو جوان بیٹے سے نظریں چرا کر اس کے دائیں ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے نرمی سے بولیں۔

"روایت' مائی فٹ!" وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔ اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں سے نکالا تھا۔ کمرے میں اس وقت موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

"میں خود بابا سے بات کرتا ہوں۔" وہ کسی انتہائی فیصلے پر پہنچا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"نہیں یشب۔" وہ خوفزدہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ایسا کچھ بھی مت کہنا جس سے حویلی کے مکین میری تربیت پر انگلیاں اٹھائیں۔" وہ منت بھرے انداز میں بولیں۔ خفگی سے بھرپور نظر ان پر ڈال کر وہ باہر نکل گیا تھا۔ وہ ہلتے ہوئے پردے کو دیکھتی رہ گئیں۔

☼ ☼ ☼

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔ فضا میں تاریکی کے ساتھ خنکی کا احساس بھی بڑھ رہا تھا۔ برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی وہ بوسیدہ حال دیواروں کو دیکھ رہی تھی جن کا پلستر جگہ جگہ سے اکھڑ گیا تھا۔ در و دیوار سے خستہ حالی ٹپک رہی تھی۔ پورے گھر پر خاموشی کی دبیز تہ پڑی ہوئی تھی۔ جیپ کے ٹائروں کی بھاری آواز نے اس خاموشی میں ارتعاش پیدا کیا تھا۔ دروازے پر جو دستک شروع ہوئی تو ایک تواتر سے ہوتی چلی گئی۔

"کون ہے بھئی' آتا ہوں۔" اندر سے ابا نے کھانستے ہوئے ہانک لگائی۔ جو کوئی بھی تھا شاید بہت جلدی میں تھا۔ "لگتا ہے آج بارش ہوگی۔" دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر ابا خود کلامی کے انداز میں بولتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھے۔ آسمان پر بادل روئی کے گولوں کی شکل میں ادھر سے ادھر چکراتے پھر رہے تھے۔

"چھوٹے صاحب آپ!" دروازہ کھولتے ہی ابا کی گھبرائی ہوئی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"چاچا کرم دین مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" ابا اسے ساتھ لے کر اندر چلے گئے تھے۔

"پری کی ماں' پری کی ماں۔" وہ آوازیں دیتے ہوئے ہانپنے لگے۔ "اپنے چھوٹے صاحب آئے ہیں' رنگین پھولوں والی چادر لا کر چارپائی پر بچھاؤ۔" فرطِ مسرت اور کچھ گھبراہٹ میں ان کو کچھ سمجھ نہ آرہا تھا۔

"اس سب کی ضرورت نہیں ہے میں صرف آپ سے بات کرنے آیا ہوں۔" وہ دونوں میاں بیوی اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آپ حکم کریں چھوٹے صاحب۔" وہ سر جھکائے کھڑے تھے۔ برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی ریسان کا دل یکبارگی زور سے دھڑکا تھا۔ اسے ایک ایک پل صدیوں کے برابر لگنے لگا تھا۔ اس کا پورا جسم اس وقت عضو سماعت بن گیا تھا۔

"میں آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا' بہتر یہ ہو گا کہ آپ حویلی والوں کو انکار کر دیں۔" بدقت تمام اس نے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔

"اس کا اختیار ہمیں نہیں ہے صاحب' بہتر یہی ہے کہ آپ خود یہ بات حویلی میں کریں۔" کریم دین بولا۔

"اوکے فائن!" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "اگر یہ شادی ہو بھی گئی تو اس کے بدترین نتائج کے آپ سب ذمہ دار ہوں گے۔" اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں' ادھر ادھر دیکھے بغیر دہلیز عبور کر گیا چھن سے کچھ اس کے اندر ٹوٹا تھا۔ احساس ذلت سے اس کی خوب صورت سبز

Downloaded From
paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

☼ ☼ ☼

"جوان اولاد کے ساتھ زبردستی نہیں کرنی چاہیے، اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔" کمال صاحب ابھی کمرے میں آئے تھے۔ وہ ان کے پاس بیٹھ کر آہستہ آواز میں بولیں۔

"بیٹے کی وکالت کرنے آئی ہیں؟" چائے کا مگ اٹھاتے ہوئے ایک گہری نظر صالحہ بیگم پر ڈالی۔

"میرا اکلوتا بیٹا ہے، میرے بھی کچھ ارمان ہیں اس کے حوالے سے۔" وہ اپنے موقف کا دفاع کرتے ہوئے بولیں۔

"آپ اپنے سب ارمان پورے کریں، کسی نے روکا ہے؟" پل بھر کے توقف کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوئے۔

"آپ کا بیٹا انگلینڈ سے ایم بی اے کی ڈگری لے کر آیا ہے۔ اتنا ذہین ہے میرا بیٹا۔" رفتہ رفتہ ان کا تنفس تیز ہونے لگا تھا۔ "خوب صورتی میں خاندان کا کوئی لڑکا اس کے برابر کا نہیں، یہ شادی بالکل بے جوڑ ہے، وہ دونوں ہی ساتھ خوش نہیں رہ سکتے۔" ان کے لہجے میں دبا، دبا سا احتجاج تھا۔

"بس بہت ہو گیا صالحہ بیگم۔ صاحبزادے کو اس لیے اعلا تعلیم نہیں دلوائی تھی کہ ہمیں ہی آنکھیں دکھانے لگے۔ باہر سے پڑھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ اپنے خاندان اور خون کو حقیر سمجھا جائے۔ وہ بچی کوئی غیر نہیں ہے۔ پھر تم نے شاید ریہان کو دیکھا نہیں ہے وہ کس طرح بھی یشب سے کم نہیں ہے۔ چاند سورج کی جوڑی لگے گی دونوں کی۔" وہ اطمینان سے بولے۔

"خون اور خاندان کی بات کو تو آپ رہنے ہی دیں، کیا میں نہیں جانتی کہ یہ شادی کس مقصد کے تحت ہو رہی ہے۔" ان کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے تھے۔

"صالحہ بیگم میں آغا جان کے سامنے مجبور ہوں۔" ان کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"آپ آغا جان کے سامنے، میں آپ کے اور میرا بیٹا خاندانی روایات کے سامنے مجبور ہے۔ رشتے دل سے اور پیار و محبت سے بنائے جاتے ہیں مجبوریوں سے نہیں۔ جن رشتوں کی بنیاد مجبوریوں پر رکھی جائے وہ کبھی پائیدار نہیں ہوتے۔" وہ وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔ دوبارہ دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"آجاؤ!" اس کے دستک دیتے ہی اندر سے آغا جان کی بارعب آواز آئی تھی۔ اس کے حوصلے پست ہونے لگے تھے۔ ساری دلیلیں، سب باتیں ذہن سے محو ہو گئی تھیں۔

"السلام علیکم!" اس نے اندر داخل ہو کر سلام کیا۔

"بیٹھو۔" وہ پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے جس کی آنکھوں اور چہرے پر بغاوت کا عکس انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ حالات کو اپنے حق میں کرنے کے لیے انہیں بہت ہوشیاری اور سمجھ داری سے کام لینا تھا۔

"کیسی چل رہی ہے تمہاری فیکٹری؟" ان کے بیٹھتے ہی وہ بھی ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کا انداز بہت چوکنا تھا۔

"جی، ٹھیک۔" وہ اپنے جوتے سے کارپٹ پر ہولے سے ضرب لگا رہا تھا۔ یہ حرکت اس کی اندرونی کیفیت اور دماغی الجھن کی غماز تھی۔

"آپ کو یاد ہو گا اس فیکٹری کو لگانے میں ہم نے اس وقت آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔ جب کمال آپ کی شدید مخالفت کر رہا تھا۔" وہ پل بھر کو رکے اور سگار سلگانے لگے۔

"آپ پڑھنے کے لیے باہر جانا چاہتے تھے تب بھی کمال کی مخالفت کے باوجود ہم نے آپ کو باہر بھجوایا۔" وہ آہستہ آہستہ اصل موضوع پر آ رہے تھے۔ سگار کا لمبا کش لگاتے ہوئے انہوں نے دھواں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

فضا کے سپرد کیا۔

"صرف یہی نہیں، ہم نے ہمیشہ آپ کو سب بچوں سے بڑھ کر چاہا ہے' پیار دیا ہے' آپ ہمارے منظور نظر' ہمارے دل کا چین ہو۔ آپ کی خواہشات کا ہمیشہ احترام کیا' پھر ایسا کیوں ہے کہ زندگی میں پہلی مرتبہ ہم نے آپ سے کچھ مانگا اور آپ انکاری ہیں۔" آغا جان نے ایسا جال پھینکا تھا کہ وہ اس میں پھنستا چلا گیا۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر' مگر آغا جان آپ خود سوچیں جس لڑکی سے میری سرے سے کوئی انڈراسٹینڈنگ نہیں' ذہنی ہم آہنگی نہیں' اس کے ساتھ میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں۔" وہ استفہامیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اصل انڈراسٹینڈنگ شادی کے بعد ہوتی ہے برخوردار۔" ان پر اس کی دلیل نے کوئی اثر نہ کیا تھا۔

"وہ عمر میں مجھ سے بہت چھوٹی ہے' ابھی پورے اٹھارہ کی بھی نہیں ہوئی جبکہ میں اٹھائیس کا ہوں۔ اتنا زیادہ عمر میں فرق ہمیں کبھی بھی بے تکلف نہیں ہونے دے گا۔" اس نے ہار نہ مانی۔

"نکاح کے بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے۔ دونوں فریقوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے موافقت پیدا ہو جاتی ہے۔" وہ اطمینان سے بولے۔

"آغا جان وہ تو ٹلی ان پڑھ اسکول کی شکل تک نہیں دیکھی اس نے۔"

"پڑھے لکھے ہونے کے لیے ڈگریوں کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ وہ بچی بہت سلجھی ہوئی اور سمجھ دار ہے۔ ہمیں یقین ہے وہ آپ کو بہت خوش رکھے گی۔ پھر بھی اگر آپ کو ہمارا فیصلہ قبول نہیں ہے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے۔" وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

وہ بھی احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"شاید آپ بہت بڑے ہو گئے ہیں' آپ کی نظر میں ہمارے فیصلوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔" آغا جان یک دم بہت کمزور اور بوڑھے نظر آنے لگے تھے۔

"ہمیں کوئی گلہ نہیں۔ بس ہمارا مان توڑا ہے آپ نے اس کا دکھ مرتے دم تک رہے گا۔" وہ آبدیدہ ہو گئے۔

"آغا جان!" وہ بے چین ہوا تھا۔ "میرا ایسا مطلب نہ تھا۔" ان سے بے حد پیار کرتا تھا۔ ان کو ناراض کرنے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ "مجھے آپ کا فیصلہ قبول ہے۔" اپنی آواز سے پاتال میں سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"پری۔" وہ سیڑھیوں پر سر گھٹنوں میں دیے بیٹھی تھی۔ ان کی آواز پر بھی اس کے وجود میں جنبش نہ ہوئی تھی۔ "جا کر سو جاؤ۔" انہیں اس کی کیفیت کا اندازہ تھا۔

"نیند نہیں آئی اماں۔" اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔ انہوں نے اندھیرے میں چمکتے اس کے چاند چہرے کو دیکھا تھا۔

"پری ایک وعدہ کرو مجھ سے۔" اماں اس کے اور قریب آئی تھیں۔ اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر ان کی سمت دیکھا تھا۔ "اپنے شوہر کا دل جیتنے کی کوشش کرو گی' کبھی ماں' باپ کی تربیت پر حرف نہ آنے دو گی۔" اماں اندر چلی گئی تھیں تمام رات وہ اور بوڑھا آسمان مل کر روئے تھے۔

☼ ☼ ☼

اپنے بیڈ روم کی کھڑکی میں کھڑا وہ باہر دور تک پھیلی تاریکی کو دیکھ رہا تھا۔ بارش کا شور ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ اس کا دماغ اس کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔ دماغ ماؤف ہو رہا تھا' دل کا بوجھ حد سے سوا تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی تو اس کی محویت ٹوٹی' شکستہ قدموں سے چلتا ہوا وہ کمرے کے دروازے تک آیا۔

"ماں جان آپ۔" انہیں اس وقت اپنے سامنے دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا۔ اس کی نظریں بے اختیار ہی وال کلاک کی جانب اٹھ گئی تھیں جو رات کے ڈیڑھ بجا رہا تھا۔ "اندر آ جائیں۔" اس نے ایک طرف ہو کر انہیں رستہ دیا۔

"مجھے معاف کر دینا یشب شاہ' میں آپ کے لیے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"کچھ نہ کر سکی۔" ان کے لہجے کی افسردگی و شرمندگی نے اسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھا تھا۔

"یقین کرو پریہان، بہت اچھی...."

"پلیز ماں جان...." اس نام کو سنتے ہی اس کے اندر تلخی کا احساس بڑھ گیا تھا۔ اس کا احساس زیاں اور زیادہ ہو گیا تھا۔ وہ ایک بار پھر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تھا۔

"آپ سب ایک دن سر پکڑ کر روئیں گے۔" اس کی بات سے وہ اندر تک لرز گئی تھیں۔

☆ ☆ ☆

"یشب احمد شاہ ولد کمال احمد شاہ باعوض سکہ رائج الوقت دو لاکھ حق مہر آپ کو نکاح میں قبول ہے۔"

نکاح خواں کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی اسے اپنا دل سینے کا پنجرہ توڑ کر باہر آتا محسوس ہوا۔ اس کے ارد گرد کیا ہو رہا تھا وہ غائب دماغی سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

یشب احمد شاہ جو کل بہت زعم سے اس شادی سے انکار کر کے گیا تھا آج وہیں آیا بیٹھا تھا۔ حویلی میں سے بہت کم لوگ آئے تھے۔ البتہ حویلی میں جشن کا سماں تھا۔

"کرم دین اب ہمیں اجازت دو۔" نکاح کے فوراً بعد آغا جان اٹھ کھڑے ہوئے تو باقی تمام افراد بھی باہر نکل آئے۔ صحن میں سے گزرتے ہوئے اس کی غیر ارادی نظر برآمدے کی طرف اٹھی تھی۔ جہاں چادر میں لپٹا وجود کرم دین کی بیوی کے گلے لگا سسک رہا تھا۔ اس کے پورے وجود پر کپکپی طاری تھی۔ پاس کھڑی لڑکی شاید اس کی سہیلی تھی، وہ رو رہی تھی اور کرم دین اسے چپ کروا رہا تھا۔ اسے کرم دین اور اس کی بیوی پر ترس آیا تھا۔ وہ ایک رقیق القلب انسان تھا۔ سر جھٹک کر وہ باہر نکل گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

حویلی میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔ وہ خاموش تماشائی بنا سب دیکھ رہا تھا۔ سب لوگ ان کی جوڑی کو سراہ رہے تھے، کسی کی آنکھوں میں حسد تھا تو کسی کے رشک۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز اور لاتعلق نظر آرہا تھا۔ اس نے پریہان پر ایک نظر ڈالنا بھی گوارا نہ کیا۔ رات دیر تک رسموں کا سلسلہ جاری رہا، اس کی برداشت جواب دینے لگی تھی۔

"ماں جان یہ تھک گئی ہوں گی، انہیں روم میں پہنچا دیں۔" اس بات پر سب کزنز نے اس کا خوب ریکارڈ لگایا تھا، مگر ان سب کو نظر انداز کرتا ہوا وہ اپنی اسٹڈی میں آگیا۔

"زندگی یہ کس مقام پر لے آئی ہے مجھے۔" وہ ایک کے بعد دوسری سگریٹ سلگا رہا تھا۔ دروازے پر کھٹکا ہوا، اس نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلا۔

"رات بہت ہو گئی ہے، اب اپنے روم میں جاؤ بیٹا۔" ماں جان اس کے قریب آکر نرمی سے بولیں۔ وہ بیٹے کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ رہی تھیں۔

"میں نے جتنا کیا یہ بھی میری ہمت اور برداشت سے بہت زیادہ ہے۔ مجھ سے مزید کوئی امید مت رکھیے گا۔" وہ ان کی طرف سے رخ موڑ کر کھڑا تھا۔

"میں جانتی ہوں میرا بیٹا رشتوں کی اہمیت، ادب و احترام سے اچھی طرح واقف ہے۔ آپ کی ناراضی تو ہم سے ہے، اس لڑکی کا تو اس پورے واقعے میں سرے سے کوئی قصور نہیں ہے۔" وہ اسے رسانیت سے سمجھاتے ہوئے بولیں۔ "اسے بہت تیز بخار ہے، تھکی ہوئی بھی ہے، جاؤ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔"

"ماں جان میں اس وقت تنہائی چاہتا ہوں۔" ان کی بات سے اسے اپنے دل کا بوجھ بڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"یہ رونمائی کا تحفہ ہے، اسے دے دینا۔" انہوں نے مخملی کیس اس کے آگے کیا جیسے اس نے مکمل طور پر نظر انداز کیا تھا۔ کیس اس کے سامنے رکھ کر وہ باہر چلی گئی تھیں۔

☆ ☆ ☆

رات بھر سردی میں برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھنے کی وجہ سے اسے تیز بخار ہو گیا تھا۔ تھکاوٹ سے بدن

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

چور تھا۔ کمرے میں ہیٹر آن تھا۔ بہت دیر سے سر جھکا کر بیٹھنے کی وجہ سے سر اور کندھے درد کر رہے تھے، کمر اکڑ چکی تھی۔ آنکھیں جھپک جھپک کر نیند بھگانے کی کوشش میں وہ بے حال تھی۔

دروازہ آہستہ سے ناک کر کے وہ اندر آگیا تھا۔ ہاتھ میں پکڑے کوٹ کو اس نے لاپروائی سے صوفے پر اچھال دیا۔ بلا ارادہ ہی اس کی نظریں بیڈ کی جانب اٹھی تھیں اور پلٹنا بھول گئی تھیں۔

اس کی بے انتہا سفید رنگت میں گلابی پن نمایاں تھا۔ خوب صورت ستواں ناک گلابی ہونٹ۔۔۔ اس کا انتظار کرتے کرتے وہ سو گئی تھی۔ اس کی لمبی گھنی پلکیں رخساروں کو چوم رہی تھیں۔ وہ کسی نوخیز کلی کی مانند دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی نظروں کا ارتکاز تھا یا کیا کہ وہ ایک دم گھبرا کر اٹھی تھی۔ کچی نیند سے جاگنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں گلابی ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ بڑی بڑی خمار آلود آنکھوں سے اس نے اس کی جانب دیکھا تھا۔ دونوں کی نظریں ملی تھیں۔

اس نے ایک لمبی سانس فضا کے سپرد کی اور وارڈ روب کھول کر بلا مقصد ادھر سے ادھر ہاتھ مارنے لگا۔ وہاں سے فارغ ہو کر وہ صوفے پر بیٹھ گیا اور سگریٹ نکال کر اسے لائٹر کا شعلہ دکھایا۔

"کیا کہوں اسے۔" وہ اس کے اندر کسی بھی طرح کا کوئی احساس جگانے میں ناکام رہی تھی۔ ایک نادانستہ نظر کے بعد اس نے اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کے سامنے آکر بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ الفاظ اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ کمرے میں گہرا سناٹا تھا جب الفاظ گم ہو جائیں تو خاموشی کو بھی زبان مل جاتی ہے۔ ان کے درمیان بھی اس وقت خاموشی محو گفتگو تھی۔ خاموشی کی اس زبان کو پریہان بہت اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔

"یہ ماں جان نے دیا ہے آپ کے لیے۔" بہت دقتوں سے اس نے خود کو بولنے کے لیے آمادہ کیا تھا۔ مخملی کیس اس نے احتیاط سے اس کی گود میں رکھا تھا۔

"میں تھک گیا ہوں، آپ کو بھی شاید بخار ہے، آرام کریں آپ۔" وہ حکم پاتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ دو دن سے اس نے کچھ بھی کھایا پیا نہیں تھا، اس پر مستزاد اتنا تیز بخار اور ساتھ تھکاوٹ، اس پر نقاہت طاری تھی۔ دو قدم چلنے کے بعد اس کو زور کا چکر آیا تھا۔ یشب شاہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ خود کو گرنے سے بچانے کے لیے اس نے یشب کا بازو نادانستگی میں پکڑ لیا تھا۔

یشب شاہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ آگ کو چھو گیا ہو۔ بخار کی حدت سے اس کا جسم تندور کی مانند جل رہا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔ وہ بمشکل سنبھل پائی تھی۔ کمرے کے وسط میں پہنچ کر وہ نا سمجھی کے عالم میں ادھر سے ادھر دیکھنے لگی۔

"یہ سامنے ڈریسنگ روم ہے۔" یشب شاہ نے اس کی مشکل آسان کر دی تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھ گئی۔

☼ ☼ ☼

"پری کی ماں، اری او پری کی ماں۔" کرم دین آوازیں دیتا ہوا گھر میں داخل ہوا اس نے جلدی سے دوپٹے سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

"جھلی ہے تو جو روتی ہے بیٹی اتنے بڑے گھر میں بہو بن کر گئی ہے تجھے تو مالک کا شکر ادا کرنا چاہیے۔" وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لکڑیاں توڑ توڑ کر چولہے میں ڈالنے لگا۔

"اسی بات سے تو ڈر رہی ہوں پری کے ابا، کہاں ہم غریب اور کہاں وہ بڑے لوگ، پھر کیوں انہوں نے ہم سے رشتہ جوڑا۔" وہ اماں تھیں، ان کے دل میں ہزاروں وسوسے جنم لے رہے تھے۔

"اپنی پری جیسی ایک بھی لڑکی نہیں ہے ان کے پورے خاندان میں، پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے نا کہ انہیں اس زیادتی کا احساس ہو گیا ہو جو۔۔۔"

"مگر میرے دل کو چین نہیں آرہا۔" ان کی تشفی نہیں ہو رہی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"صبح جا کر مل لینا' تسلی ہو جائے گی تمہاری۔" وہ اٹھ کر صحن میں لگے نلکے سے ہاتھ منہ دھونے لگے تھے۔

☼ ☼ ☼

وہ چینج کر کے آئی تو یشب احمد شاہ کو کسی گہری سوچ میں مستغرق پایا۔ وہ بیڈ پر چت لیٹا چھت سے لٹکتے فانوس کو گھور رہا تھا۔ وہ کچھ گھبرائی ہوئی سی بیڈ کے پاس کھڑی رہی بالآخر خود ہی بیٹھ گئی۔

"میں آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔" اس کے کان میں کسی نے سرگوشی کی تھی۔ وہ اس کی جانب پشت کیے بیٹھی تھی۔ کل شام کے واقعات اس کے ذہن میں تازہ ہو رہے تھے۔ سگریٹ کی بو کے ساتھ اس کے بدن سے اٹھتی دلفریب کلون کی مہک کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے اندر زبردست جنگ چھڑی ہوئی تھی اچانک وہ کسی فیصلے پر پہنچ کر اٹھا تھا۔

"میں آغا جان اور بابا کو بتادوں گا کہ میں نے اس شادی کو دل سے قبول نہیں کیا۔" وہ تیزی سے اس کے قریب آیا تھا۔ اس کے وجود سے قطعی لاتعلق اور یکسر انجان بنا وہ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے چابی اٹھانے کے لیے جھکا تھا۔ وہ کنکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کا سائیڈ پوز بہت اچھا لگ رہا تھا۔ خوب صورت ناک ایک شان اور غرور سے کھڑی تھی۔ وہ باہر نکل گیا۔

"یشب آپ ہوش میں تو ہیں۔" باہر سے دبی دبی سرگوشی کی آواز آئی تھی۔ "اس وقت شہر جائیں گے' وقت دیکھا ہے۔"

"میرے اندر طوفان آیا ہوا ہے' جھکڑ چل رہے ہیں' سب کچھ تباہ ہو رہا ہے' آپ مجھے وقت مت بتائیں۔" اس کی آواز اس کی دلی کیفیت کی غماز تھی۔

"وہ لڑکی جو اندر بیٹھی ہے تمہاری بیوی ہے' کیا سوچے گی؟" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"ماں جان آپ جانتی ہیں نا کہ میں ہر کام فیئر طریقے سے کرنے کا عادی ہوں' آپ سب نے مجھے بلیک میل کر کے یہ شادی تو کروالی' مگر ضروری نہیں ہے جسے اپنے بیڈ روم میں جگہ دی ہے اسے دل میں بھی جگہ دی جائے' ذات کا حصہ بنایا جائے یہ دلوں کے سودے ہوتے ہیں' زبردستی سے طے نہیں ہوتے۔" ان کا جواب سنے بغیر وہ تیزی سے باہر نکلا تھا۔ حویلی کا گیٹ کھلا تھا اور زن سے جیپ اڑالے گیا تھا۔ کئی متجسس نگاہیں گیٹ کی طرف اور پھر اس کے بیڈ روم کی جانب اٹھی تھیں۔

اس نے بیڈ روم کو اندر سے لاک کیا اور پھر کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ جو اپنے مکین کی نفاست اور اعلا ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اس نے وارڈ روب کھولی تھی اس کے کپڑے' جوتے' ایک ایک چیز سلیقے سے اپنی جگہ پر رکھی تھی۔ ڈریسنگ ٹیبل پر پرفیومز اور کئی قسم کی دوسری کریمیں موجود تھیں۔ جلد ہی اسے جائے نماز مل گئی تھی۔

"یااللہ! میری کیا غلطی ہے' کون سا گناہ سرزد ہوا ہے مجھ سے جس کی یہ سزا ملی ہے۔" آنسو ایک تواتر سے اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ "اتنی ذلت' اس قدر توہین۔۔۔ میں نے کب چاہا تھا کہ میری شادی اس شخص یا اس حویلی میں ہو۔" بہت زیادہ رونے سے دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا تھا۔ روتے روتے جائے نماز پر ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کیا میں اندر آسکتی ہوں۔" وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو بغور دیکھ رہی تھی جب آواز سن کر اسے متوجہ ہونا پڑا۔

"آجائیں۔" وہ بدقت تمام مسکرائی۔ وہ لڑکی چلتی ہوئی اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"میرا نام انبساط ہے' میں یشب کے چچا کی بیٹی ہوں۔" وہ دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے خوش دلی سے بولی۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

"پریسان۔" وہ بمشکل بول پائی۔

"بہت خوب صورت ہے تمہارا نام' بالکل تمہاری طرح۔" اس نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کیا میں تم سے کچھ بات کر سکتی ہوں؟" اس نے محتاط نظروں سے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے راز داری سے پوچھا۔

"جی' بالکل۔" پریسان اسے سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ یشب رات تمہیں چھوڑ کر شہر چلا گیا... اسے..."

"دراصل انہیں ایک ضروری کام سے اچانک جانا پڑا۔ ورنہ..." بات ادھوری چھوڑ کر وہ اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہا..." اس نے ایک سرد آہ بھری اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ اس کی نظروں میں کیا تھا ترحم' استہزا یا کچھ اور' وہ سمجھ نہ پائی۔ "کاش ایسا ہی ہوتا' مگر افسوس یہ وجہ نہ تھی اس کے جانے کی۔ وہ مغرور شخص اپنے آگے کسی کو کچھ سمجھتا ہی نہیں' ایسے ہی اس نے میری محبت کو اور مجھے ٹھکرایا تھا۔ میرے سچے اور خالص جذبوں کو اپنے قدموں تلے روند کر چلا گیا تھا۔" وہ دم سادھے بیٹھی تھی۔

"بہت روئی تھی تب میں' مگر وہ بہت ظالم اور خود پسند ہے' اسے ذرا رحم نہ آیا مجھ پر۔ پھر مجھے پتا چلا کہ وہ اپنی کلاس فیلو نوریا کو پسند کرتا ہے۔ مجھے اس لڑکی سے شدید نفرت ہے۔ آغا جان نے اس کا رشتہ تمہارے ساتھ طے کیا تو سب سے زیادہ خوشی مجھے ہوئی کہ اگر وہ مجھے نہیں ملا تو اس چڑیل کو بھی نہ مل سکے گا' مگر تمہارے لیے ایک مشورہ ہے۔" وہ دم بخود بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔

"کبھی بھی اس سے محبت کرنے کی غلطی مت کرنا' سر پکڑ کر روؤ گی۔" اسے عذابوں میں مبتلا کر کے وہ جا چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کیا تم مذاق کر رہے ہو؟" وہ اس وقت آفس میں بیٹھا تھا' اس کا بیسٹ فرینڈ عمار اس کے سامنے تھا۔ یشب احمد شاہ پیپر ویٹ کو گھماتا سامنے دیوار پر لگے کلینڈر کو گھور رہا تھا۔

"میں سو فیصد سنجیدہ ہوں یار' آغا جان نے میری شادی کروا دی ہے پرسوں۔"

"کیوں' اس طرح' اچانک۔" وہ ابھی تک بے یقینی کے گہرے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا۔

"تم نہیں جانتے یار۔" اس نے ایک تھکی ہوئی سانس فضا کے سپرد کی۔ "اچانک آغا جان' بابا اور ماں جان کو جانے کیا سوجھی کہ ایک بالکل انجان اور ان پڑھ لڑکی کو میری بیوی بنا دیا۔"

"ارے نہیں!" اس کی بات سے عمار کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ "تیرے جیسا بندہ جو پرفیوم' ٹائی اور موزے خریدتے ہوئے ہزار نقص نکال کر' سو نخرے کر کے مشکل سے کوئی ایک چیز خریدتا ہے کیسے کسی ناپسندیدہ لڑکی کو اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔"

"اسی بات کا تو دکھ ہے' مجھ سے اتنی محبت کرنے والے' میری رائے کو اہمیت دینے والے آغا جان نے زندگی کے سب سے اہم معاملے میں تمام اختیارات مجھ سے چھین لیے۔" عمار نے اس کی خوب صورت لائٹ براؤن آنکھوں میں جھانکا تھا جو کئی دنوں کے رت جگے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

"یار تمہیں انکار کر دینا چاہیے تھا۔" عمار تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"تمہیں لگتا ہے' میں نے انکار نہیں کیا ہوگا۔" وہ اٹھ کر آفس کی گلاس وال کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تھا اور باہر سڑک پر بھاگتی دوڑتی ٹریفک کو دیکھنے لگا۔

"کیسی ہے وہ لڑکی؟" وہ پوچھ بیٹھا۔

"گاؤں میں رہنے والی ایک ان پڑھ سترہ اٹھارہ سالہ لڑکی کیسی ہو سکتی ہے؟" اس نے پلٹ کر سوال کر ڈالا۔

"سترہ' اٹھارہ..." عمار کو لگا شاید وہ اس سے مذاق کر رہا ہو۔ اسے اپنے عزیز ترین دوست کی اس ٹوٹی پھوٹی حالت پر دکھ ہو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"ماں۔" وہ دوڑ کر ان سے لپٹ گئی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کیسی ہو پری؟" اسے لپٹاتے ہوئے پیشانی چوم کر بولیں۔

"میں ٹھیک ہوں اماں' ابا کیسے ہیں۔"

"وہ تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔"

"میں ملنے آؤں گی ابا سے۔" ان کے شانے پر سر رکھے وہ محبت سے چور لہجے میں بولی۔

"چھوٹے صاحب اتنی جلدی شہر کیوں چلے گئے تھے؟ وہ تیرے ساتھ ٹھیک تو ہیں نا۔" ان کا خدشہ زبان کی نوک پر آہی گیا تھا۔ وہ اسے کھوجتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"اماں وہ بہت اچھے ہیں' بس اچانک کسی ضروری کام سے شہر جانا پڑ گیا' وہ تو مجھ سے معافی بھی مانگ رہے تھے کہ شادی سے ایک دن پہلے تمہارے گھر آکر انکار کیا تھا۔ دراصل وہ کچھ ناراض تھے۔" وہ اپنے بوڑھے ماں' باپ کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس کی باتوں سے ان کے چہرے پر طمانیت کا احساس ابھرا تھا۔

"یہ دیکھیں مجھے یہ سیٹ دیا ہے انہوں نے اور یہ کنگن ان کی امی نے۔" وہ ان کا دھیان بٹانے کی غرض سے بولی۔

"السلام علیکم خالہ!" اسی وقت انبساط وہاں آئی تھی۔ "آپ کو آغا جان نے یاد فرمایا ہے۔" وہ صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم نے اپنی امی کو تو کچھ نہیں بتایا؟" ان کے باہر نکلتے ہی وہ اس کے پاس آئی۔

"نہیں' میں انہیں دکھ نہیں دینا چاہتی۔"

"ویری گڈ' تم بہت سمجھ دار ہو۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔" اس نے پیار سے اس کا گال تھپتھپایا تھا۔ وہ عمر میں یشب کے برابر تھی۔ بہت جلد اس نے پریسان سے دوستی کر لی تھی۔

☆ ☆ ☆

اذیت کے بے شمار دن اور بے چینی کی کئی راتیں گزر گئیں۔

اسے کہہ دو کہ اک بار آکر
اذیت مختصر کر دے

وہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں ہی گزارتی تھی۔ یشب جو گیا تو پلٹ کر حویلی کی خبر نہ لی۔ اسے انبساط سے ہی معلوم ہوا تھا کہ حویلی میں بھی وہ اپنی ماں کے علاوہ کسی سے فون پر بھی بات نہیں کرتا۔

"ہیرو بنا پھرتا ہے' اونہہ۔" وہ غصے سے بولی۔

"ہیرو تو ہے۔" اس کے دل نے سرگوشی کی۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس کی منتظر رہنے لگی تھی۔ انبساط کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ ان راہوں پر چل نکلی تھی۔ جن پر خاردار کانٹوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اسے شہر گئے ہوئے دو ماہ ہو چکے تھے۔ اس نے پلٹ کر پریسان کی خبر لی نہ حویلی میں قدم رکھا تھا۔ ماں جان کی ہر فون کال کے جواب میں وہ مصروفیت کا بہانہ کر دیتا۔

"صاحب! آغا جان آئے ہیں۔" وہ ابھی کچھ دیر پہلے آفس سے لوٹا تھا۔ فریش ہو کر ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا جب فضل نے آکر اطلاع دی۔

"ارے!" برش کو ڈریسنگ ٹیبل پر پھینک کر وہ عجلت میں کمرے سے نکلا تھا۔

"السلام علیکم آغا جان!" اس نے سعادت مندی سے سر جھکا کر سلام کیا تھا۔ اتنے دنوں کی بوجھل طبیعت انہیں اچانک سامنے دیکھ کر فریش ہو گئی تھی' مگر یہ خوشی بھی چند لمحوں کی تھی۔ آغا جان سے بغل گیر ہوتے ہوئے اس کی نظر ان کے عقب میں کچھ گھبرائی ہوئی پریسان پر پڑی۔ وہ چکرا کر رہ گیا۔

"آپ تو ہمیں بھول بیٹھے تھے' مجبوراً ہمیں خود آنا پڑا۔" اس سے الگ ہو کر انہوں نے پریسان کو اشارہ کیا تھا۔

"السلام علیکم!" اس نے کچھ ڈرتے اور جھجکتے ہوئے سلام کیا۔ یشب نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔ وہ دونوں بیٹھے تو پریسان بھی تکلف سے صوفے کے کنارے پر ٹک گئی۔

"کمزور ہو گئے ہو' خیال نہیں رکھتے اپنا؟" وہ اس کے موڈ کو بدلتے دیکھ چکے تھے ان کو دیکھ کر جو بشاشت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کے چہرے پر آئی تھی وہ پریسان کو دیکھ کر فوراً غائب ہوگئی تھی۔

"اس کا ٹائم نہیں ملتا۔"

"تمہارا خیال رکھنے کے لیے یہ اپنی بیٹی میں آپ کے حوالے کرکے جارہا ہوں۔ بہت سمجھ دار اور سگھڑ ہے، جاؤ پری بیٹا منہ ہاتھ دھو کر آجاؤ پھر چائے پیتے ہیں۔" یشب کے سامنے سمجھ دار اور سگھڑ کہلائے جانے پر وہ جھینپتے ہوئے وہاں سے اٹھی تھی۔

"آغا جان یہ زیادتی ہے۔" پریسان کے وہاں سے اٹھتے ہی اس نے دبا دبا احتجاج کیا تھا۔

"بیوی ہے وہ تمہاری، دو ماہ سے حویلی میں بیٹھی آپ کی راہ تک رہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھ بھی زیادتی کررہے ہیں آپ۔" وہ رسانیت سے سمجھانے لگے۔

"آغا جان مجھے اس سے کوئی اٹیچ منٹ محسوس نہیں ہوتی۔" وہ جھنجلاہٹ کا شکار تھا۔

"ساتھ رہوگے تو اٹیچ منٹ بھی ہوجائے گی اور محبت بھی۔"

"میں نے یہاں کسی کو نہیں بتایا کہ میری شادی ہوگئی ہے۔ اپنے فرینڈز اور آفس کے ورکرز کو کیا بتاؤں گا یہ کون ہے۔" وہ ابھی بھی الجھن کا شکار تھا۔

"ایک پارٹی میں سب کو مدعو کرو اور بتادو کہ میری شادی ہوگئی ہے۔"

وہ منہ ہاتھ دھوکر آگئی تھی۔ اس کی بات سن کر اندر آنے کی ہمت نہ ہورہی تھی۔

"میری لاج رکھ لو اور اگر ایک سال گزرنے کے بعد بھی اس کے لیے کوئی جذبہ دل میں محسوس نہ ہو تو اسے طلاق دے کر بھلے دوسری شادی کرلینا۔ میں خود آپ کا ساتھ دوں گا۔" وہ سانس روکے باہر کھڑی تھی۔ اس پر گویا ساتوں آسمان گر پڑے تھے۔

"طلاق!" اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی تھی۔ اس نے دزدیدہ نگاہوں سے لاؤنج کے ادھ کھلے دروازے کو دیکھا تھا۔

آغا جان کے جانے کے بعد وہ اٹھ کر بیڈ روم میں چلا گیا تھا۔ تقریباً" آدھ گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تھی۔ تو اس نے اسے اسی حالت میں وہیں بیٹھے پایا۔ اس کے انداز نشست میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔

"اگر آپ کا مراقبہ ختم ہوگیا ہو تو اندر تشریف لے جائیں۔" اس کی آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"میں یہیں ٹھیک ہوں۔"

"کیا مطلب ہے یہیں ٹھیک ہوں۔" اس نے آگے بڑھ کر اس کا سوٹ کیس اٹھالیا تھا۔ "چلیں اندر۔" وہ تحکمانہ لہجے میں بولا۔

"میں نے کہا نا کہ آپ مجھے یہیں رہنے دیں۔" وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"حویلی سے یہاں میرے گھر تک آگئی ہو تو پھر میرے بیڈ روم میں جاتے ہوئے کیسا نخرہ۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔ اس کے لہجے میں چھپے طنز کی گہری کاٹ کو محسوس کرتے ہوئے وہ بلبلا اٹھی۔ اس کی روح تک تڑپ اٹھی۔

"میں یہاں اپنے شوق اور خوشی سے نہیں آئی۔ مجھے آغا جان لے کر آئے ہیں۔" شدید توہین کے احساس سے اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

"شوق سے بیٹھو یہاں، جب سردی محسوس ہوگی تو خود اندر آؤگی میں بلانے نہیں آؤں گا اب۔" اس پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالتے ہوئے وہ بیڈ روم میں چلا گیا تھا۔

"میں نے آپ سے کب کہا کہ آپ مجھے بار، بار بلانے آئیں۔" بیڈ روم کی طرف جاتے ہوئے اس کی آواز نے یشب شاہ کا تعاقب کیا تھا۔ اس نے مڑ کر خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔

سوتے میں اچانک اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا کہ ابھی تک وہ روم میں نہیں آئی تھی۔ اس نے سائڈ ٹیبل سے اپنی رسٹ واچ اٹھا کر ٹائم دیکھا رات کے سوا دو بجے کا وقت تھا۔ وہ گھبرا کر باہر نکلا تھا۔

"مائی گاڈ!" وہ لاؤنج میں صوفے پر، سر کے نیچے

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کشن رکھے، اپنی میرون شال اوپر پھیلائے پاؤں سمیٹ کر سو رہی تھی۔ "کیا مجھے اسے جگانا چاہیے۔" چند ثانیے کشمکش و پیچ میں مبتلا کھڑا رہا اور پھر اندر سے کمبل لا کر اس کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت اور سادگی تھی۔ واپس بیڈ روم میں آ کر وہ دوبارہ سو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"میں کچھ دنوں کے لیے یشب کے پاس جانا چاہتی ہوں۔" ناشتے کی میز پر وہ شوہر سے مخاطب ہوئیں۔

"میرا خیال ہے، ہمیں کچھ دن انہیں تنہائی فراہم کرنی چاہیے، ممکن ہے اس طرح دونوں ایک دوسرے کو سمجھ جائیں، یشب اسے قبول کر لے۔"

"آپ اور آغا جان کی ضد نے میرا بیٹا مجھ سے چھین لیا ہے۔ بہت دور ہو گیا ہے وہ مجھ سے۔" وہ گلوگیر آواز میں بولیں۔

"وقتی ناراضی جلد ختم ہو جائے گی، کیا ہمیں اس کی جدائی کا غم نہیں، ہم باپ ہیں محسوس کرتے ہیں اس کی کمی کو۔"

"کب ختم ہو گی اس کی ناراضی، دو ماہ ہونے کو آئے اس نے حویلی میں قدم نہیں رکھا، فون پر بات کرو تو بھی انتہائی مختصر جواب دیتا ہے۔" وہ ان کا اکلوتا لاڈلا بیٹا تھا۔ جو منتوں اور مرادوں سے شادی کے پانچ سال بعد ان کی گود میں آیا تھا۔ وہ اس کے لیے بہت حساس تھیں۔

"ایسا زیادہ دیر نہیں رہے گا، وہ کب تک پری سے نظریں چرائے گا۔ جب اسے قبول کرے گا تو یہاں بھی آ جائے گا۔" ان کی باتوں سے ماں کے بے چین دل کو قرار نہ آ رہا تھا۔ انہوں نے چپ سادھ لی۔

☼ ☼ ☼

دور کہیں سے اذان کی آواز آ رہی تھی۔ اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ چند لمحے آنکھیں کھولے وہ نا سمجھی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتی رہی، مگر جب آہستہ آہستہ تمام حسیات بے دار ہونے لگیں تو وہ سمجھ گئی کہ اس وقت کہاں ہے۔

اسے اپنا خستہ حال چھوٹا سا گھر یاد آیا جہاں اس وقت بہت پیارا سماں ہوا کرتا تھا۔ جیسے ہی گاؤں کی مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوتی تو وہ اور اماں اٹھ جاتیں۔ وہ جاگنے کے باوجود سوتی بنی رہتی جب تک کہ اماں اسے آواز دے کر نہ جگائیں۔

"کسی دن اگر میں گھر میں نہ ہوئی تو تم تو نماز کے لیے نہیں اٹھو گی۔" اماں نے پیار بھری خفگی سے اسے گھورا۔

"تو مجھے ابا جگا دیں گے۔" وہ ان سے لپٹ گئی۔

"اٹھ کر وضو کرو، نماز کا ٹائم نکل رہا ہے۔" اماں نے پیار سے اسے خود سے الگ کیا تھا۔ نماز پڑھ کر وہ قرآن پاک پڑھتی، پھر کتابیں لے کر بیٹھ جاتی۔

"دیکھ لیں اماں آج آپ نے نماز کے لیے نہیں جگایا، مگر جس کے لیے نماز پڑھنی تھی اس نے خود مجھے جگا دیا۔" خوب صورت ماضی کی یادوں میں کھوئے ہوئے اس کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔ وہ سر جھٹک کر اٹھ بیٹھی۔

"یہ کمبل۔" اپنے اوپر کمبل دیکھ کر وہ کچھ گھبرا گئی تھی، مگر اگلے ہی لمحے دل کی سرزمین کو ایک لطیف جھونکا چھو کر گزر گیا تھا۔ وہ وضو کرنے واش روم چلی گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"بی بی صاحبہ آپ رہنے دیں، میں اپنے صاحب کے سب کام اپنے ہاتھ سے کرتا ہوں۔" وہ کچن میں آ کر ناشتا بنانے لگی جب چاچا فضل اس سے مخاطب ہوا۔

"آپ کرتے ہوں گے سب کام، مگر اب میں آ گئی ہوں نا تو اب سے سب کام میں ہی کیا کروں گی۔" وہ پر اعتماد لہجے میں بولی۔

"دیکھ لیں بی بی، صاحب ناراض نہ ہو جائیں۔" وہ ڈر رہا تھا۔

"ارے!" وہ ہنس دی۔ "نہیں ہوتے خفا، آپ فکر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

مت کریں۔"

"صاحب سات بجے بیڈ ٹی لیتے ہیں اور آٹھ بجے ناشتا' ناشتے میں جوس اور......"

"آپ پریشان مت ہوں' میں جو کچھ بناؤں گی صاحب کو پسند آئے گا۔" فضل چاچا باہر چلے گئے تھے۔

"فضل چاچا میری بیڈ ٹی......" وہ بولتا ہوا کچن میں داخل ہوا تھا' اسے سامنے دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔ وہ بڑی تندہی اور چستی سے کام کرنے میں مصروف تھی۔ ناشتے کی میز انواع واقسام کے لوازمات سے بھری ہوئی تھی۔ وہ چکرا کر رہ گیا۔

"السلام علیکم!" اسے دیکھ کر پل بھر کو اس کے ہاتھ رکے تھے' مگر دوبارہ کام کرنے لگی تھی۔

"یہ سب کیا ہے؟" اس نے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"ناشتا' آپ کے لیے۔"

"واٹ؟" اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ "یہ سب تو میں کبھی نہیں کھا سکتا۔" وہ روکھائی سے بولا۔ اسی وقت چاچا فضل اندر داخل ہوئے۔

"چاچا میری بیڈ ٹی نہیں لائے آپ۔" ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ وہ وقت پر اس کے کمرے میں بیڈ ٹی نہ لائے ہوں۔ ورنہ ادھر سات بجتے ادھر چاچا بیڈ ٹی سمیت حاضر ہوتے۔

"وہ بی بی صاحبہ نے منع کر دیا۔" وہ سر جھکا کر مودب ہو کر بولے۔

"ربش!" وہ اسے گھور کر رہ گیا۔ "ہٹاؤ یہ سب یہاں سے' میں اس قسم کی چیزیں نہیں کھاتا۔" اس نے قیمے کے پراٹھوں کی طرف اشارہ کیا۔ پریہان پر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔ چاچا فضل کے سامنے اسے شدید سبکی کا احساس ہوا تھا۔ اس نے منہ سے ایک لفظ نہ نکالا بس خاموشی سے اس کی سائڈ سے نکلتی چلی گئی۔

❋ ❋ ❋

"آپ نے سارا دن کچھ نہیں کھایا' کیوں؟" شام کو وہ گھر آیا تو چاچا فضل نے بتایا کہ اس نے سارا دن کچھ نہیں کھایا اور کمرے سے باہر بھی نہیں نکلی۔

"میری مرضی" اٹھ کر بیٹھتے ہوئے ہٹ دھرمی سے بولی۔ اس نے دوپٹا اچھی طرح سر پر لے لیا تھا۔ یشب شاہ نے بطور خاص اس کی اس حرکت کو نوٹ کیا تھا۔

"یہاں آپ کی فضول مرضی نہیں چلے گی' اگر فاقے کر کے جان دینی ہے تو حویلی میں جا کر یہ شوق پورا کرنا' یہاں میں ایسا کچھ بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔" اس کے اترے ہوئے چہرے پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"آپ بے فکر رہیں میرا ایسا کوئی ارادہ کبھی ہوا تو یہاں تو ہرگز جان نہیں دوں گی' کسی ایسی جگہ جا کر مروں گی جہاں آپ کو کوئی الزام نہ دے۔" اس کے اس قدر بے خوفی سے بولنے پر وہ بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"آغا جان مجھے معاف نہیں کریں گے۔" وہ شگفتگی سے بولا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ "میں شوارمہ اور آئس کریم لایا ہوں۔ آپ فریش ہو کے آجاؤ۔" وہ مصالحت آمیز لہجے میں بولا۔

"میں اس قسم کی چیزیں نہیں کھاتی۔" اس نے ادھار چکایا۔

"ہاہاہا" یشب کا جاندار قہقہہ اس کا دل جلا گیا۔

"بدلہ لینا کمزوری کی علامت ہے۔" وہ ہنس کر بولا۔

"آپ سے کس نے کہا میں بہادر یا طاقتور ہوں۔" اس نے بیڈ سے اتر کر لباس کی شکنیں ہاتھ سے درست کرتے ہوئے کہا۔ اس نے یشب شاہ کے ساتھ بیٹھ کر شوارمہ کھایا تھا۔ اب وہ بالکل خاموش تھی۔

❋ ❋ ❋

"میں کہتی ہوں اپنی پری کی کوئی خیر خبر نہیں' شہر جا کر معلوم تو کرو کس حال میں ہے۔" کرم دین گھر آیا تو وہ انہیں گھیر کر بیٹھ گئیں۔

"خیریت سے ہی ہوگی' شاید ہمارا وہاں جانا حویلی والوں کو اچھا نہ لگے۔" حقے کا کش لگا کر دھواں فضا کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سپرد کرتے ہوئے بولے۔
"بیٹی ہے وہ ہماری ایسے کیسے اس سے لاتعلق رہیں، مجھے ہر وقت اس کی یاد ستاتی ہے۔" ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ پری کے بغیر گھر انہیں بھی بہت سونا اور اداس لگ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

اتوار کا دن تھا، وہ معمول کے مطابق اٹھا، بیڈ ٹی لی اور پری کو تلاش کرتا ہوا اسٹڈی میں آگر گیا۔ وہ کتاب اسٹڈی ٹیبل پر رکھے نہایت انہماک سے پڑھ رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح دوپٹا سر پر اوڑھ رکھا تھا۔ وہ پڑھنے میں اس قدر محو تھی کہ کسی کی آمد سے بے خبر رہی۔
"کیا آپ کے پاس ڈھنگ کا کوئی ڈریس ہے؟" اس نے ٹیبل پر جھکتے ہوئے اس کو متوجہ کیا۔ اتنی صبح، اس طرح اچانک اسے اسٹڈی میں اپنے سامنے دیکھ کر وہ اچھل پڑی تھی۔
"جی! کیا مطلب، میں سمجھی نہیں۔" اس نے کتاب فوراً" بند کردی تھی۔ یشب شاہ اس کی اس اضطراری حرکت کو نوٹ کرچکا تھا۔
"میرے بیسٹ فرینڈ عمار نے ہم دونوں کو ڈنر پر انوائٹ کیا ہے، کیا آپ کے پاس کوئی ایسا ڈریس ہے، جو پہن کر جاسکیں؟ یا مارکیٹ سے جاکر لے آتے ہیں۔" اس کی نظریں مسلسل اس کی کتاب کی طرف تھیں، جیسے شاید وہ اس سے چھپانا چاہتی تھی۔
"میرے سب ڈریسز تو ایسے سادہ ہی ہیں۔ آپ دیکھ لیں۔" وہ اس کی توجہ کتاب سے ہٹانا چاہتی تھی اور اس میں کامیاب بھی رہی۔
"یہ سب تو بہت ہی سادہ ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کے لیے New ڈریس لینا ہوگا۔" ناشتے کے بعد وہ اسے اپنے ساتھ لے کر مارکیٹ گیا تھا، کچھ پس وپیش کے بعد وہ ساتھ جانے پر رضامند ہوگئی تھی۔ یشب شاہ نے اسے ڈریسز کے ساتھ میچنگ شوز، جیولری اور میک اپ کا بھی اچھا خاصا سامان لے دیا تھا۔
"اور کچھ چاہیے؟" شاپنگ بیگز کو ہاتھ میں پکڑے وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔
"نہیں بس اب گھر چلیں۔" وہ گھبراہٹ محسوس کررہی تھی اتنی تفصیلی شاپنگ سے۔

☼ ☼ ☼

وہ گھیر والی فراک اور چوڑی دار پاجامے کے ساتھ بڑا سا دوپٹہ سر پر اوڑھے وہ تیار تھی۔ اس شہد رنگ بالوں کی کچھ لٹیں اسے پریشان کررہی تھیں۔ وہ کافی زیادہ نروس تھی۔ سوٹ کی ہم رنگ چوڑیاں دوسرے ہاتھ میں کنگن جو ماں جان نے دیے تھے، رونمائی کا تحفہ جو یشب شاہ نے دیا تھا خوب صورت سونے کا سیٹ جس میں ڈائمنڈ لگے تھے اس نے وہ پہن رکھا تھا۔
"دوپٹا اس طرح مت لو۔" اس کو دیکھتے ہی یشب شاہ نے آگے بڑھ کر دوپٹا اس کے سر سے اتار دیا تھا۔
"نہیں پلیز۔" اس نے بے اختیار دوپٹا سر پر ڈال لیا تھا۔ "میں آپ کی ہر بات نہیں مان سکتی۔"
"اس طرح اچھا نہیں لگ رہا، ڈریس کی ساری گریس (Grace) خراب ہورہی ہے پھر وہاں کون ہوگا جس سے آپ پردہ کررہی ہیں۔"
"آپ کا دوست تو ہوگا ناں۔"
"اوکے فائن۔" وہ گاڑی کی چابی اور اپنا والٹ اٹھا کر باہر نکل گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔ وہ یہاں آتے ہوئے جس قدر نروس تھی عمار اور اس کی مسز سے ملنے کے بعد اس کی جھجک ختم ہوگئی تھی۔ وہ دونوں میاں بیوی اسے فل پروٹوکول دے رہے تھے۔ ایک ایک چیز اسے پیش کررہے تھے۔
"ویسے آپ کا نام بہت خوب صورت ہے ریہان! کیا مطلب ہے آپ کے نام کا۔" عمار نے ایک دم سوال کیا تھا۔
"پریوں جیسی۔" اس نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔
"ویری نائس۔" اس نے جھینپتے ہوئے یشب شاہ کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھا وہ زیرلب مسکرا رہا تھا۔

"واقعی نام بھی پیارا ہے اور مطلب بھی' بالکل تمہاری طرح۔" عمار کی مسز نے بھی کھلے دل سے تعریف کرڈالی۔ وہ بہت جلد اس سے فرینک ہوگئی تھی مگر پری زیادہ وقت خاموش ہی رہی۔ "آؤ پریہان ہم کچن میں چلتے ہیں' چائے بناتے ہیں' ان دونوں کی بورنگ باتیں شروع ہوگئیں۔" ان دونوں نے بزنس کے متعلق باتیں شروع کیں تو فریحہ بور ہونے لگی۔

پریہان خاموشی سے اس کے ساتھ کچن میں آگئی۔

"ویسے بہت خاموشی سے شادی کروالی یشب نے' چلو شکر ہے اسے بھی کوئی لڑکی پسند تو آئی۔ عمار کو تو یہی کہتا ہے کہ ارینج میرج ہے میری' لیکن تم سے ملنے کے بعد مجھے یقین ہوگیا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔" وہ شرارت آمیز انداز سے بولی۔ "ویسے جھوٹ بولتا نہیں ہے وہ۔" اس نے چولہا جلاتے ہوئے کہا۔

"وہ سچ کہتے ہیں' ہماری ارینج میرج ہے۔" اسے یہ ہرگز گوارا نہ تھا کہ یشب شاہ کو کوئی جھوٹا سمجھے۔

"ویسے میں مذاق کررہی تھی۔ مجھے اس کی نیچر کا پتا ہے۔ یونیورسٹی میں ہم تینوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے۔ ہماری ایک کلاس فیلو ہوا کرتی تھی نورا۔" اس نام پر اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔

"بہت کوشش کی تھی اس نے یشب کو اپنے دام الفت میں پھنسانے کی' مگر اس نے اسے کبھی لفٹ نہیں کروائی تھی۔"

"اب کہاں ہوتی ہے وہ؟" نا چاہتے ہوئے بھی وہ پوچھ بیٹھی۔

"بے فکر رہو۔ اس کی شادی ہوگئی ہے تین سال پہلے' اب تو بیٹا بھی ہے اس کا۔" پریہان نے سکون کا سانس لیا۔ پہاڑ جیسا بوجھ اس کے اعصاب سے اتر گیا تھا۔ چائے پیتے ہوئے اس کا موڈ بہت اچھا تھا یہ بات یشب نے بطور خاص محسوس کی تھی۔

"اوکے یار' اب اجازت۔" چائے پیتے ہی یشب شاہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کچھ دیر تو اور رکو۔" ان دونوں میاں بیوی نے روکنا چاہا۔

"تاہم بہت ہوگیا' ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔" اس نے پریہان کو اشارہ کیا تھا۔ وہ فریحہ کو گلے مل کر عمار کو سلام کرکے پورچ میں آگئی تھی۔ فریحہ نے اسے بہت پیارا سوٹ دیا تھا۔

"عمار بھائی اس کی ضرورت نہیں۔" اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے عمار نے سبز رنگ کے کئی نوٹ اسے تھمائے۔

"بھائی کہا ہے تو اب انکار نہیں چلے گا۔" وہ شفقت سے بولا۔ ان کی بے لوث محبت اور خلوص نے اس کا دل جیت لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

اوائل فروری کی شامیں بے حد اداس گزر رہی تھیں۔ یشب شاہ کے جانے کے بعد وہ اسٹڈی میں آجاتی اور اپنی کتابیں کھول کر بیٹھ جاتی۔ اس نے یہ بات یشب شاہ سے چھپائی تھی کہ وہ پرائیویٹ امیدوار کے طور پر گریجویشن کا امتحان دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

"یہ نمبر کس کا ہے؟" اس نے فون کا بل میز پر اس کے سامنے پھینکا تھا۔ پری کی تو مانو جان ہی نکل گئی۔

"معلوم نہیں۔" اس نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"اس گھر میں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی تیسرا فرد نہیں ہے' میں تو اس نمبر کو جانتا تک نہیں' کال کرنا تو دور کی بات۔ تو مطلب یہی ہوا کہ آپ کال کرتی رہی ہیں۔" وہ حتی المقدور لہجے کو نارمل رکھنے کی سعی کررہا تھا۔

"میری سہیلی شگفتہ کا نمبر ہے۔ گاؤں میں میرے گھر کے ساتھ ہی اس کا گھر ہے۔ میں اس کے نمبر پر اماں کو کال کرتی تھی۔" اس نے جلد ہی اعتراف جرم کرلیا تھا۔

"مائی گڈنیس!" اس نے دائیں ہاتھ کا مکا بائیں ہاتھ پر مارا۔ پری کو اپنا دل اچھل کر حلق میں آتا محسوس ہوا۔ "آپ کو اپنی سہیلی سے بات کرنا تھی یا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اماں سے' مجھے کہا ہوتا' جانتی ہیں کتنا زیادہ بل آیا ہے۔ صرف آپ کی اس حماقت کی وجہ سے جو آپ نے لینڈ لائن نمبر سے موبائل فون پر کال کر کے کی۔"

"سوری آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" وہ سر جھکائے مجرم بنی بیٹھی تھی۔

"پہلے دن سے آج تک آپ نے میرے لیے پرابلمز کری ایٹ کی ہیں' آپ کو کچھ سمجھ نہیں آتی۔" اس نے ایک غصے بھری نظر اس کے خوف سے پیلے پڑتے چہرے پر ڈالی تھی۔

"آپ کو کچھ بھی سمجھانا فضول ہے۔" اس کا انداز نہایت ہتک آمیز تھا۔ وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ وہ سب نیم وا کیے دکھ اور حیرت کے ملے جلے جذبات کا شکار' ساکت بیٹھی رہی۔ اس کے الفاظ تیر کی طرح اس کے پہلو میں پیوست ہوئے تھے۔

☼ ☼ ☼

"یعنی حد ہوگئی حماقت کی' لینڈ لائن نمبر سے موبائل فون پر کال کرتی رہی ہے وہ بھی دو گھنٹے تو کبھی تین گھنٹے روزانہ۔" وہ شدید غصے میں تھا۔

"دل کو اتنا چھوٹا مت کرو یار' بیوی ہے وہ تمہاری' کیا ہوگیا اگر بل زیادہ آگیا۔ اگر تمہارا پیسہ تمہاری بیوی خرچ نہیں کر سکتی تو کیا فائدہ اتنی دولت کمانے کا۔" عمار کو اس کی بات بہت بری محسوس ہوئی تھی۔

"جانتا تھا تم اس کی فیور کرو گے۔" وہ جل کر بولا۔

"فیور کی نہیں اصول کی بات ہے۔ بیوی ہے تمہاری رائٹ بنتا ہے اس کا۔" عمار اس سے ناراض ہونے لگا تھا۔ پریہان کو وہ اپنی بہنوں کی طرح چاہنے لگا تھا۔ اس چھوٹی سی' پیاری سی لڑکی سے اسے پوری ہمدردی تھی۔ "کہاں ہے اس وقت۔"

"سو رہی ہے۔ تم میری ٹینشن کو نہیں سمجھ سکتے۔ آغا جان اور بابا کے فیصلے نے مجھے سولی پر لٹکا رکھا ہے' کس اذیت سے گزر رہا ہوں کوئی نہیں جانتا۔" الفاظ تھے یا برچھیاں' پریہان کے سینے میں پیوست ہوگئی تھیں۔ سسکیاں اس کے اندر دم توڑ رہی تھیں۔

"گڈ نائٹ' میں سوتا ہوں صبح آفس جانا ہے۔ تم سے....." الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔ وہ صوفے سے اٹھا تو لاؤنج کے دروازے کے پاس وہ کھڑی نظر آئی۔ ایک دم وہ سناٹے میں آگیا تھا۔ وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اچانک مڑی اور اندر بھاگ گئی۔

☼ ☼ ☼

"پریہان۔" اسے پیاس لگی تھی۔ پانی پی کر پلٹا تو بیڈ پر اس کی جگہ خالی تھی۔ وہ اسے آوازیں دیتے ہوئے واش روم تک گیا' وہ وہاں نہیں تھی' تیزی سے بیڈ روم سے نکل کر لاؤنج' کچن' اسٹڈی اس کے بعد تمام رومز اور پھر پورا گھر چھان مارا مگر وہ کہیں نہ تھی۔

"مائی گاڈ!" وہ چکرا کر رہ گیا۔ "کہاں چلی گئی۔"

سردی کے باوجود اسے پسینہ آگیا وہ لاؤنج کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ سرد ہوا کا جھونکا اس کے جسم سے ٹکرایا تو اس نے جھرجھری لی۔ دور تک پھیلی ہوئی روش کے دونوں اطراف میں موجود وسیع و عریض لان کا کونا کونا چھان مارا مگر وہ کہیں نہ تھی۔

"یا اللہ کدھر چلی گئی' کہاں ڈھونڈوں اسے۔"

آخری راتوں کا گھٹتا ہوا چاند آسمان پر محو سفر تھا۔ ہر سو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ سر تھام کر لان کے سنگی بینچ پر بیٹھ گیا۔

اچانک ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح اس کے ذہن میں لپکا۔ وہ تیر کی سی تیزی سے اٹھا اور گھر کے عقبی حصے میں آگیا۔

"پریہان!" وہ تیزی سے اس کے پاس آیا تھا۔ وہ گھٹنوں میں سر دیے دونوں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹے جانے کب سے رو رہی تھی۔ اس کی دبی دبی سسکیاں ماحول کو وحشت ناک بنا رہی تھیں۔ "اندر چلو' یہاں سردی ہے۔" وہ پنجوں کے بل اس کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔ اس نے شانے سے پکڑ کر ہلایا تھا۔

"آپ مجھے میری اوقات میں رہنے دیں' جائیں یہاں سے۔" اس کے رونے میں تیزی آگئی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"رونے کا شوق اندر جا کر پورا کرلیں۔" وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ "اگر آپ نہیں اٹھیں گی تو مجبوراً مجھے آپ کو اٹھا کر لے جانا پڑے گا۔" اس کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی۔ وہ فوراً اٹھی اور اس سے بھی پہلے اندر چلی گئی۔

"کیا آپ نے مجھے پریشان کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے؟" وہ صوفے پر بیٹھی تھی۔ یشب شاہ نے دیکھا تھا شدت گریہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں۔ پپوٹے سوج گئے تھے' بالوں کی کچھ آوارہ لٹیں چہرے پر چپک گئی تھیں۔ ناک سرخ ہوگئی تھی۔ اس کے خوب صورت گلابی لب ہولے ہولے کپکپا رہے تھے۔

کب سے وہاں بیٹھی تھی؟ اگر طبیعت خراب ہوجاتی۔ اس کے پاس بیٹھ کر اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا تھا۔ وہ شاید انہیں گرمی پہنچانا چاہ رہا تھا۔

"چھوڑ دیں میرے ہاتھ۔" اس کی آواز بھاری ہورہی تھی۔ "مجھے آپ کی ان ہمدردیوں کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے آزاد کروایا تھا۔

"پھر کس چیز کی ضرورت ہے آپ کو۔" وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے اب واقعی آپ سے کچھ بھی نہیں چاہیے' جو شخص مجھے عزت نہیں دے سکتا مجھے اس سے اور کسی بھی چیز کی خواہش نہیں ہے۔" وہ اٹھ کر بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔

"واٹ!!" وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور اس کے عین سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے شانوں پر دونوں ہاتھ مضبوطی سے جمائے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ "میں نے کب توہین کی ہے آپ کی؟۔ کب کچھ کہا؟ بولیں۔" اس نے ہولے سے اسے ہلایا تھا۔

"مجھے اگر زندگی میں محبت اور عزت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو میں عزت کو منتخب کروں گی۔ کیونکہ محبت کے بغیر انسان جی سکتا ہے عزت کے بغیر زندگی کا ہر لمحہ موت سے بدتر ہوتا ہے اور آپ نے۔" اس کا گلا رندھ گیا تھا۔ "آپ نے میری زندگی کو موت سے بھی بدتر بنادیا ہے۔"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھ سے اس قدر بدگمان ہو۔ جن حالات میں ہماری شادی ہوئی' میں مانتا ہوں کہ ذہنی طور پر پریشان ہونے کی وجہ سے میں کچھ روڈ ضرور ہوا ہوں۔ لیکن میں قسم کھاتا ہوں میں دانستہ کبھی آپ کی توہین نہیں کی۔" وہ وضاحت کرنے لگا۔

"اونہہ' صرف روڈ!" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"میں رشتوں کو پوری ایمانداری سے نبھانے کا عادی ہوں۔ میں مجبوری کا کوئی ایک لمحہ بھی تمہاری جھولی میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا' جو تمہیں خیرات محسوس ہو۔ میں اپنے دل کی پوری رضامندی کے ساتھ تمہیں اپنانا چاہتا تھا' تاکہ میری قربت تمہیں مجبوری کا سودا اور بوجھ نہ لگے' میرے ساتھ بتائے لمحوں پر تم اپنی نظروں میں سرخرو ہوسکو۔"

"جن حالات میں آپ کی شادی ہوئی' میری شادی ہوئی' میری شادی بھی ایسی حالات میں ہوئی۔ پھر آپ کو ہمیشہ ایسا کیوں لگا کہ نقصان صرف آپ کا ہوا' اس لیے ناں کہ آپ ایک فارن کوالیفائیڈ' ڈیشنگ پرسنالٹی کے مالک' فائننشلی اسٹرونگ انسان ہیں۔ آپ سے شادی کرکے مجھ جیسی کم پڑھی لکھی گاؤں میں رہنے والی لڑکی کی تو قسمت ہی کھل گئی۔" وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"شادی کی پہلی رات ہی آپ اپنی انا کی تسکین کی خاطر' میرا مان' ذات کا فخر و غرور سب کچھ اپنے قدموں تلے روند کر حویلی سے شہر چلے آئے' دراصل آپ سب کو دکھانا چاہتے تھے کہ آپ نے مجھے تسلیم نہیں کیا۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ یشب شاہ کو کچھ سمجھ نہ آرہا تھا کہ اسے کیا کہے۔

"آپ کہتے ہیں آپ رشتوں کو ایمان داری سے نبھاتے ہیں' میں کہتی ہوں آپ رشتوں کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ کاش اس رات آپ کمرے سے باہر نہ نکلتے' بھلے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے'

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کسی کو یہ تو علم نہ ہوتا کہ میں ایک ان چاہی بیوی ہوں۔" اس کے ضبط کی طنابیں ٹوٹ گئی تھیں۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ لاجواب ہوگیا تھا۔ وہ ایک دم بیڈ پر لیٹ گئی اور کمبل سر تک تان لیا۔

"پریشان بات سنو میری۔" اس نے کمبل ہٹانا چاہا۔

"سونے دیں مجھے۔"

"ایسے نہیں سونے دوں گا۔" اس کے اندر انجانی خواہشیں بے دار ہو رہی تھیں۔ وہ نئے جذبوں سے آشنا ہوا تھا، لمحوں میں واردات ہوئی تھی اسے سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ اس کا سب کچھ لوٹ کر وہ سوچکی تھی۔ وہ اٹھ کر اپنی جگہ پر آگیا۔ اپنا پہلو اسے خالی محسوس ہوا تھا۔ نظریں پھیر کر اس نے کمبل میں لپٹے وجود کو دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

"مس مایا یہ فائل نہیں منگوائی۔" اس نے جھنجلاتے ہوئے فائل میز پر پٹخی۔

"مگر سر آپ نے ہی تو کہا تھا کہ ــــــ"

"مس مایا!" وہ درشتی سے اسے ٹوکتے ہوئے بولا "جائیں۔" وہ فائل اٹھا کر باہر نکل گئی۔ اس نے ریوالونگ چیئر کو گھما کر اس کا رخ دیوار کی جانب کرلیا

"یس!" ڈور ناک ہوا تھا۔

"سر یہ آپ کی کافی" چپڑاسی نے مودب انداز سے کافی میز پر رکھی۔

"نہیں پینی، آپ لے جائیں۔"

"لیکن سر۔"

"آپ سے جیسا کہا گیا ہے ویسا ہی کریں۔" اس نے اٹھ کر فین آن کیا تھا۔ اس کے اندر آگ جل رہی تھی۔ عجیب سی شکست و ریخت کا عمل جاری تھا۔ اپنی کیفیت اسے خود سمجھ نہ آرہی تھی۔

☆ ☆ ☆

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ اداسی اس کے گرد بال پھیلائے سو رہی تھی۔ رات والے واقعے نے اسے اچھی طرح باور کروادیا تھا کہ اس کی کیا اہمیت و وقعت ہے اس گھر میں۔ یشب شاہ کے دل اور زندگی میں۔

محبت کھیل ہے قسمت کا
یوسف نہیں ملتا
زلیخا نام رکھنے سے

رات سے اب تک وہ بہت رو چکی تھی۔ "میں نے اپنے دل کی گہرائیوں اور شدتوں سے آپ کو چاہا ہے مگر میں آپ سے اپنی مزید توہین تو ہرگز نہیں کرواؤں گی۔" اس نے الماری کھولی اور اپنے تمام کپڑے جو وہ گاؤں سے ساتھ لائی تھی بیگ میں رکھنے لگی۔

"السلام علیکم!" دروازہ کھلا تھا۔ اس نے مڑے بغیر سلام کا جواب دیا جو یشب شاہ نے شاید سنا بھی نہ تھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" وہ عین اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوگیا تھا اس طرح کہ اگر وہ مڑتی تو اس سے ٹکرا جاتی۔

"پیکنگ!" اس نے مختصر جواب دیا۔

"خیریت، کہاں جارہے ہیں ہم؟" اس نے الماری کے دونوں سائڈز پر ہاتھ رکھ دیے تھے۔

"ہم نہیں صرف میں۔" اس نے تصحیح کی تھی۔

اس نے رخ موڑا تو اس کا سر یشب شاہ کے سینے سے ٹکرا گیا وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔

"آپ کہاں جارہی ہیں؟" اس نے ایک نظر سائڈ پر رکھے بیگ پر ڈالی۔

"گاؤں!" اس نے گویا اس پر بم پھوڑا تھا۔ "رستہ چھوڑیں۔" اس نے اس کے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس کی قربت، بدن سے اٹھتی دلفریب کلون کی مہک، سب کچھ اسے ڈسٹرب کر رہا تھا۔

"کس سے پوچھ کر جارہی ہیں آپ؟" اس کے ہاتھ ہٹاتے ہی وہ تیزی سے اس کے سامنے سے ہٹی تھی۔

"نہ میں یہاں کسی سے پوچھ کر آئی تھی اور نہ جانے کے لیے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت ہے۔" اس کی آنکھوں میں دیکھ کر وہ بے خوفی سے بولی تھی۔ کہنے کو تو کہہ گئی تھی مگر اپنے الفاظ پر وہ خود حیران تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"آپ یہاں آئی تو آغا جان کی مرضی سے ہیں، مگر آپ میری مرضی کے بغیر جا نہیں سکتیں۔" وہ اس کے کپڑے بیگ میں سے نکال کر الماری میں رکھنے لگا تھا۔

"آپ ایسا نہیں کرسکتے۔" وہ آگے بڑھ کر اسے ایسا کرنے سے روکنے لگی۔

"میں کیا کچھ کرسکتا ہوں، اس کا آپ کو ابھی اندازہ نہیں ہے۔" اس کی بات نے اسے نظریں چرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"مجھے اندازہ کرنا بھی نہیں۔" وہ آنسو پیتے ہوئے بولی۔ یشب شاہ نے آگے بڑھ کر اسے بازوؤں کے حصار میں لے لیا تھا۔

"تو اندازہ لگاؤ ناں یار، تمہارا شوہر تم سے کیا کہنا چاہتا ہے۔" وہ پیار سے اپنائیت بھرے لہجے میں بولا۔

"میں نہیں جاننا چاہتی کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، پلیز چھوڑ دیں مجھے۔" وہ رو دی۔

"یار، بار چھوڑنے کی بات مت کرو۔" وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"اگر آپ واقعی چاہتے ہیں کہ میں یہاں سے نہ جاؤں تو پلیز۔" اس کا گلا رندھ گیا تھا۔ اس کو چھوڑ کر وہ باہر نکل گیا۔ اس نے بمشکل اپنا سانس بحال کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس کا رویہ پریہان کے ساتھ بہت بدل گیا تھا۔ وہ اب آفس سے بھی جلدی آجاتا، پھر کسی نہ کسی بہانے اس کے ساتھ ہی رہتا۔ وہ خود بھی اس کایا پلٹ پر حیران تھی مگر قصداً" نظر انداز کر رہی تھی۔

"پریہان یہ تمہارے لیے لایا ہوں میں۔" وہ رات کے کھانے کے بعد بیڈ روم میں آئی تھی تو یشب شاہ فوراً" اس کے پیچھے آیا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔

"سیل فون۔" یشب شاہ اس کے سامنے بیٹھ گیا اور ڈبا اس کی گود میں رکھ دیا۔

"مجھے یہ نہیں چاہیے۔" وہ اٹھ کر بیڈ شیٹ کو درست کرنے لگی۔

"وہ کونسا طریقہ ہے جس سے تم خوش ہو گی، تمہاری خفگی دور ہو گی؟" وہ فوراً" اس کے پیچھے آیا تھا۔

"میں خفا نہیں ہوں، مگر اب واقعی مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ وضو کرنے کے لیے واش روم چلی گئی، یشب شاہ اس کی پشت کو گھور کر رہ گیا۔ وہ نماز پڑھنے لگی تو یشب شاہ میگزین لے کر بیٹھ گیا اور بے دھیانی سے اس کا مطالعہ کرنے لگا۔

"اتنی لمبی نماز آہ۔" اس نے مصنوعی ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی۔

"شوہر ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں کرتے۔" وہ نماز کے بعد دعا مانگ رہی تھی جب اس نے زیر لب سرگوشی کے انداز میں کہا۔ مگر اس کی آواز صاف اس تک آئی تھی۔

"اور اگر بیوی خفا ہو، تب اللہ تعالیٰ شوہر کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟" اس نے جائے نماز تہ کرتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ دوپٹا سر پر لپیٹے نگاہیں جھکا کر بات کرتی ہوئی وہ یشب شاہ کو بہت اچھی لگی تھی۔

"ہوں، یہ سوچنے کی بات ہے۔ ویسے کس کی بیوی ناراض ہے؟" وہ شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

"معلوم نہیں۔ مجھے نیند آرہی ہے میں سونے لگی ہوں۔" وہ تکیہ درست کرتے ہوئے بولی۔

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے، اگر برا نہ لگے تو پلیز دبا دو۔" اسے یشب شاہ پر غصہ آیا تھا۔ چند ثانیے شش و پنج میں مبتلا رہنے کے بعد وہ اٹھ کر اس کے قریب آگئی تھی۔ وہ بہت نرمی سے اس کا سر دبا رہی تھی۔

"آپ آنکھیں بند کرلیں پلیز۔"

"ارے، وہ کیوں؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"ایسے میں نہیں دبا سکتی۔"

"ریئلی!" وہ حیران ہوا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ پریہان سر دبانے کے ساتھ نادانستگی میں اس کو دیکھے گئی۔ بلاشبہ وہ بہت خوب صورت، ڈیشنگ پرسنالٹی کا مالک ایک مکمل مرد تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

"آنکھیں بند کروا کر چوری چوری ہمارا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہے۔" اس نے اچانک آنکھیں کھولیں تو پریسان سٹپٹا گئی۔ اس کے زاویہ نظر بدلنے پر وہ لطف لیتے ہوئے ہنسنے لگا۔ "ادھر یونیورسٹی میں بھی ہزاروں لڑکیاں مجھ پر مرتی تھیں۔"

"خوش فہمی ہے آپ کی، میں ان لڑکیوں میں سے ہرگز نہیں ہوں۔" وہ برا مانتے ہوئے اٹھنے لگی۔

"تم ان لڑکیوں میں سب سے آگے ہو۔" اسے چڑانے میں اسے مزا آ رہا تھا اس کو اٹھتا دیکھ کر یشب شاہ نے سرعت سے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"ہاتھ چھوڑیں شاہ جی۔" وہ خفگی سے بھرپور لہجے میں بولی۔ "آئندہ آپ کا کوئی کام نہیں کروں گی۔" وہ اپنی جگہ پر جا کر لیٹی تو یشب شاہ نے ایک تھکی ہوئی سانس فضا کے سپرد کی۔

"جو لوگ رشتوں کو ٹھکراتے ہیں، محبت کی پروا نہیں کرتے وہ ایک دن ایسے ہی خوار ہوتے ہیں۔ جیسے میں نے اسے ہرٹ کیا ہے تو اتنا تو اس کا حق بنتا ہے۔" تمام رات ان ہی سوچوں میں گزری تھی۔

☼ ☼ ☼

کرم دین مجھے میری بیٹی کے پاس جانا ہے۔ کتنے مہینے ہو گئے اس کی شکل دیکھے فون پر بات کر لیتی تھی تو کچھ تسلی ہو جاتی تھی اب تو بہت دن ہوئے اس کا فون بھی نہیں آیا۔ کرم دین بستر پر لیٹا تو وہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"آج آغا جان سے ملاقات ہوئی تھی میری کہہ رہے تھے ایک دو روز تک شہر جائیں گے تو اسے ساتھ لیتے آئیں گے۔"

"سچ کہہ رہے ہو کرم دین؟" اس کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ "بس اب بہت دن میں نے اسے یہاں سے جانے نہیں دینا۔ جب سے شادی ہوئی ہے وہ رہنے نہیں آئی۔" کرم دین خاموشی سے اس کے خوشی سے جگمگاتے چہرے کو دیکھنے لگا۔

☼ ☼ ☼

"پریسان شام کو تیار رہنا، میں جلدی گھر آؤں گا شاپنگ پر چلیں گے اور ڈنر بھی باہر ہی کریں گے۔" اس نے ایک نرم مسکراہٹ اس کی سمت اچھالی۔

"ٹھیک ہے۔" یشب شاہ کے جانے کے بعد وہ اسٹڈی میں آ گئی تھی۔ ایگزامز بہت قریب تھے۔ وہ نہایت انہماک سے پڑھ رہی تھی، ابھی اسے وہاں بیٹھے زیادہ دیر نہیں گزری تھی جب فضل چاچا نے آغا جان کی آمد کی اطلاع دی تھی۔ اس نے کتاب بھی بند نہ کی اور پین کو اسی طرح کھلا چھوڑ کر آ گئی۔

"السلام علیکم آغا جان!" وہ ایک شان اور تمکنت سے صوفے پر براجمان تھے۔ "آپ اپنے آنے کی اطلاع کر دیتے تو "وہ" آج آفس نہ جاتے۔" وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"میں اس سے نہیں تم سے ملنے آیا ہوں۔" وہ پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

"کیا بات ہے آغا جان؟ میں سمجھی نہیں۔" ان کا رویہ اس کے لیے ناقابل فہم تھا۔

"یہ۔ یہاں پر سائن کرو۔" انہوں نے ایک فائل اس کے سامنے میز پر پھینکی۔

"مگر۔۔۔ یہ کیا ہے؟" وہ خوف سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"اپنی اوقات میں رہو لڑکی۔" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر تنبیہہ کی۔ "خیر مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"آغا جان!" اس کے لب ہلے تھے۔ آواز حلق میں ہی پھنس کر رہ گئی تھی۔

"ایسا کیسے ممکن ہے؟" وہ بے یقین نگاہوں سے ان کے برد اور سخت چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"سائن کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" وہ تحکم بھرے لہجے میں بولے۔ اس نے خاموشی سے سائن کر دیے۔

"تم تیار ہو جاؤ، تمہیں میرے ساتھ گاؤں جانا ہے۔" وہ فائل ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔

"میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گی، جب تک شاہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

جی نہیں آجاتے۔" وہ کسی خوف کے زیر اثر چلائی تھی۔

"تمہارے شاہ جی اب آئیں گے بھی نہیں 'وہ اب کبھی تم سے بات بھی نہیں کرے گا' شکل نہیں دیکھے گا تمہاری۔" وہ سفاکی سے بولے۔

"میں نے آپ کی بات مان لی' سائن کردیے اب میرے ساتھ ایسا مت کریں پلیز۔" وہ آنسو پیتے ہوئے منت بھرے لہجے میں بولی۔

"سائن تو بہرحال تمہیں کرنے ہی تھے۔" وہ تکبر سے بولے۔

"آپ جو میرے ساتھ کررہے ہیں' آپ کو اللہ سے ڈر نہیں لگ رہا۔؟" وہ آنسو پیتے ہوئے بولی۔

"میں یہاں تم سے وعظ سننے نہیں آیا۔ جلدی سے تیار ہوجاؤ۔" وہ سفاکی سے بولے۔ وہ بیڈ روم میں آگئی اور موبائل سے یشب کو کال کرنے لگی۔

"نہیں شاہ جی آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے۔" وہ خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگی۔ "پلیز فون اٹینڈ کریں۔" وہ رودی۔ "میں کیا کروں میرے اللہ۔" وہ دوبارہ کال ملانے لگی۔ بزدل انسان۔ اتنی بھی ہمت نہیں کہ مجھے فیس تو کرلو اونہہ۔" اس نے بے دردی سے آنسو رگڑ ڈالے۔ اس نے کچھ بھی نہیں اٹھایا تھا۔ سونے کا سیٹ جو یشب شاہ نے منہ دکھائی میں دیا تھا اور اس کی ماں کے دیے ہوئے کنگن اتار کر اس نے سائڈ ٹیبل پر رکھ دیے تھے۔

"آپ دھوکے باز نہیں ہیں۔" میرا دل نہیں مانتا۔ آپ ایسے نہیں ہیں۔" اس نے سائڈ ٹیبل پر پڑی اس کی تصویر اٹھالی اور اس پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر تصویر پر گرنے لگے۔ اس کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اب یہاں کبھی نہ آئے گی۔

سب کچھ وہیں تھا اس نے صرف موبائل فون کو آف کرکے چادر کے نیچے چھپالیا تھا۔ اس نے ایک الوداعی نظر کمرے پر ڈالی' اس کے دل کی حالت بری ہورہی تھی' قدم من من بھر کے تھے' ایک قدم اٹھاتی تو دل پچاس قدم پیچھے ہٹتا۔

"تمہارے پوتے سے ملنے یا رابطہ کرنے کی کوشش نہ کرنا' بہت جلد ہم اس کی شادی کرنے والے ہیں۔" گاڑی آگے بڑھ گئی وہ دیر تک کچی سڑک پر رکی دھول کو دیکھتی رہی۔

☆ ☆ ☆

"پری۔" اماں اسے دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائیں۔ "اتنی کمزور کیوں لگ رہی ہو؟ رنگ پیلا ہورہا ہے۔ آئی بھی اکیلی ہو۔ یشب شاہ کدھر ہے۔" وہ وسوسوں میں مبتلا ہورہی تھیں۔

"اماں میں ٹھیک ہوں۔ وہ آفس میں بہت مصروف ہیں آج کل اس لیے نہیں آئے۔" ان کے گلے لگ کر وہ رودی۔

"روکیوں رہی ہو؟" وہ پریشان ہوا ٹھیں۔

"کتنے مہینوں کے بعد آپ سے ملاقات ہورہی ہے اماں۔" اس نے فوراً" آنسو پونچھے۔ ابا کدھر ہیں؟ اس کے اندر تلاطم برپا تھا مگر بظاہر پرسکون رہنے کی کوشش میں وہ بے حال تھی۔

"آتے ہی ہوں گے۔ تم کھاؤ گی کیا؟" اسے لے کر برآمدے میں آگئیں۔

"اماں ساگ کھاؤں گی۔" وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔

"میں بناتی ہوں' پہلے چائے پانی پی لو۔" اماں اٹھتے ہوئے بولیں۔

اماں کے جاتے ہی اس نے موبائل فون اٹھایا اور فوراً" آن کرلیا۔ اسے انتظار تھا کہ یشب شاہ آفس سے واپس آکر اس سے بات کرے گا۔ ایک ایک پل صدی کے برابر لگ رہا تھا۔ اس نے بے چینی سے کروٹ بدلی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ بہت خوش گوار موڈ میں گھر میں داخل ہوا تھا۔ گاڑی پورچ میں کھڑی کرکے وہ سیدھا اپنے روم میں آیا۔ "پریسان۔" اس نے آواز دی۔ "شاید اسٹڈی میں ہو" وہ سیٹی پر شوخ دھن بجاتا ہوا اسٹڈی میں آیا تھا۔ وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ البتہ اس کی کتابیں وہاں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کا شک یقین میں بدل گیا۔
"پری بھئی کدھر ہو؟" وہ بولتا ہوا کچن میں آیا۔
"سلام صاحب!" وہ اس کے لیے چائے بنا رہے تھے۔
"فضل چاچا! پریہان کدھر ہے؟" وہ استفسار کرنے لگا۔
"وہ تو آغا جان آئے تھے ان کے ساتھ چلی گئیں۔ بی بی شاید رو رہی تھیں۔" انہوں نے بتایا۔
"آغا جان آئے تھے" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ "یقیناً پریہان ضد کر کے ان کے ساتھ گئی تھی۔" اسے غصہ آیا تھا۔ وہ اپنے روم میں آگیا تھا۔ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔
"صاحب چائے۔" فضل چاچا نوک کر کے اندر آئے تھے۔
"موڈ نہیں ہے چاچا۔" اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔
"تو تم مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔" شام سے رات ہو گئی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اپنے کمرے میں بیٹھا مسلسل سموکنگ کر رہا تھا۔ "کیا میری غلطی اتنی بڑی ہے کہ تم مجھے اس طرح سزا دو؟ بارہا معافی مانگ چکا ہوں۔ اپنے سابقہ رویے پر شرمندہ ہوں پھر تم کیوں ایسا کر رہی ہو میرے ساتھ۔"
"مجھے اب واقعی آپ سے کچھ نہیں چاہیے' جو شخص مجھے عزت نہیں دے سکتا مجھے اس سے اور کچھ چاہیے بھی نہیں۔" بھیگا بھیگا لہجہ اس کے آس پاس ابھرا تھا۔ اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولی تھیں۔ وہ نہیں نہ تھی۔
"مجھے اگر زندگی میں محبت اور عزت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو میں عزت کو منتخب کروں گی' کیونکہ محبت کے بغیر انسان جی سکتا ہے' عزت کے بغیر نہیں کیونکہ عزت کے بغیر زندگی کا ہر لمحہ موت سے بدتر ہوتا ہے اور آپ نے میری زندگی کو موت سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔"

"پریہان!" وہ بے چین ہو کر اٹھا تھا۔ اس کے اندر بہت شور تھا۔ بے چینی و اضطراب اس قدر بڑھا کر وہ لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ اسے کسی پل چین نہ آرہا تھا۔ ایک خیال اس کے ذہن میں جاگا۔ اس نے وضو کیا اور جائے نماز بچھا کر بیٹھ گیا۔
"اے اللہ تو تو اپنے بندوں سے بہت پیار کرتا ہے ناں' تو ان کے دل کا حال جانتا ہے۔ میں اس وقت کتنی تکلیف میں ہوں تیرے سوا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ مالک میں بہت گناہ گار آج تک کبھی تجھ سے کچھ مانگا ہی نہیں' تجھ سے رابطہ ہی نہ کیا۔ شاید بن مانگے سب مل رہا تھا' کبھی تیرا خیال ہی نہیں آیا۔
مگر آج سب کچھ ہونے کے باوجود اس ایک کے نہ ہونے سے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا اے اللہ پاک جس طرح تو نے میرے دل میں اس کے لیے محبت ڈالی ہے اس کے دل کو بھی میری طرف سے صاف کر دے۔ اس کی بدگمانیوں اور ناراضی کو ختم کر دے۔ اے شان کریمی مجھے مایوس نہ کرنا۔ تو جانتا ہے کہ میرے جذبے سچے ہیں' پھر اسے یقین کیوں نہیں آتا۔ اے اللہ اگر وہ مجھے واپس نہ ملی تو مجھے ہمیشہ تجھ سے شکایت رہے گی۔ مالک پریہان مجھے واپس لوٹا دے۔"
وہ اونچا' لمبا خوبرو مرد' لڑکیاں جس کے آگے پیچھے پھرا کرتی تھیں' آج خود ایک لڑکی کی محبت میں رو رہا تھا' تڑپ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

شام سے رات ہو گئی تھی یشب شاہ کی کال نہیں آئی تھی۔ اس کا دل ابھی تک بے یقین تھا۔
"آپ ایسے نہیں ہیں' آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے خود آپ کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھا ہے۔" اماں' ابا کے سونے کے بعد وہ برآمدے کی سیڑھیوں پر اپنی مخصوص جگہ پر آکر بیٹھ گئی تھی۔ اسے ایک ایک پل گزارنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ موبائل فون اٹھا لائی تھی۔
"یشب شاہ میرے ساتھ ایسا نہ کریں۔ میں جی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

نہیں پاؤں گی' آپ مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہیں۔ صرف ایک بار اپنے منہ سے مجھے کہہ دیں کہ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے' میں کبھی آپ کو شکل نہیں دکھاؤں گی۔" وہ رو رہی تھی۔ اس کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ تھا۔ اماں ابا کو اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔

بتاتی بھی تو کیسے۔ وہ دونوں تو جیتے جی مرجاتے۔

☆ ☆ ☆

"سر یہ آپ کا موبائل کل کانفرنس روم سے ملا تھا۔" وہ آفس میں بیٹھا تھا جب اس کے ملازم نے آکر اسے موبائل تھمایا۔

"شکریہ۔" اس نے موبائل فون دیکھا تو ہوش اڑ گئے۔ پریسان کی بے شمار کالز آئی ہوئی تھیں۔ اس نے بے چین ہو کر فوراً" کال ملائی۔

"ہیلو۔" پہلی ہی بیل پر کال ریسیو کرلی گئی تھی۔

"شاہ جی!"

"پریسان۔" دونوں ایک ساتھ بولے اور ایک ساتھ چپ ہوگئے۔

"کہاں ہیں آپ؟ میں کل سے کالز کر رہی ہوں' اٹینڈ کیوں نہیں کرتے؟" وہ تڑپ کر بولی۔

"کہاں ہو تم؟"

"گاؤں۔" آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے۔

"کس سے پوچھ کر گئی تھیں۔" وہ خفگی سے بھرپور لہجے میں بولا۔

"مجھے آغا جان....."

"اسٹاپ اٹ" وہ دھاڑا "آغا جان کے کندھے پر رکھ کر بندوق مت چلاؤ' آغا جان نے کہا تم یہاں آگئیں آغا جان نے کہا تو ان کے ساتھ گاؤں چلی گئیں' تمہاری اپنی بھی کوئی مرضی ہے۔"

"آپ میری بات تو سنیں مجھے آغا جان....."

"مجھے کچھ نہیں سننا' تم جس طرح یہاں سے گئی ہو اسی طرح واپس آؤ گی میں تمہیں لینے ہرگز نہیں آؤں گا۔"

اس کا غصہ عروج پر تھا۔

"آپ تو ایسا مت کریں آپ تو سنیں میری بات کو....." وہ رو دی۔ "میری غلطی کیا ہے جس کی اتنی بڑی سزا دے رہے ہیں۔"

"بہت ہرٹ کیا ہے تم نے مجھے۔ خیر اپنی ویز۔ میں تمہیں لینے تو اب ہرگز نہیں آؤں گا۔"

"ایسا مت کہیں شاہ جی' مجھے سزا دے لیں' مگر اتنی بڑی نہیں کہ جی بھی نہ پاؤں پلیز۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ یشب شاہ نے فون بند کردیا۔

☆ ☆ ☆

"نہ میرے شوہر کے گھر میں جگہ ہے میرے لیے اور نہ اماں ابا کے پاس۔ میرے بوڑھے ماں باپ طلاق کے بعد میری زندہ لاش کو کب تک کندھوں پر اٹھائیں گے؟" وہ آسمان پر ٹمٹماتے تاروں کو دیکھ رہی تھی۔

ماں اور ابا کمرے میں سو رہے تھے۔ موسم بدل گیا تھا' فضا میں ہوائے مشکبار کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

"یا اللہ اس بھری دنیا میں میرا کوئی ٹھکانہ نہیں؟" اس نے نگاہ آسمان کی جانب اٹھائی۔ "میں کہاں جاؤں مالک؟" فیصلہ اس کے لیے بہت مشکل تھا۔ مگر اس نے عمل درآمد کا مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔

وہ دبے پاؤں اٹھی اور بیرونی دروازے کھولنے لگی' اس کی آنکھوں میں آنسو تھے' باہر نکلنے سے پہلے اس نے مڑ کر ایک نظر اپنے بوڑھے والدین پر ڈالی گھر کے درودیوار اسے بہت ہولناک لگے۔

"اماں ابا مجھے معاف کردیں۔ شاید قسمت میں یہی لکھا تھا۔" وہ دہلیز پار کر گئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی۔ پہاڑی وادی میں گھر اور خوبصورت گاؤں اس وقت کسی بھوت پریت کا مسکن معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے حوصلے ٹوٹنے لگے۔ وہ تیز تیز چلنے لگی۔ "رک جاؤ' مت کرو ایسا۔" کوئی اس کے اندر سے پکارا مگر وہ بہری ہو چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

"پریسان!" وہ تیزی سے اٹھا تھا۔ اس نے بہت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

ڈراؤنا خواب دیکھا تھا۔ اس کا حلق خشک ہو چکا تھا۔ پیاس کی شدت سے حلق میں کانٹے چبھ رہے تھے۔ اس نے اٹھ کر پانی پیا۔

"میں صبح گاؤں جاؤں گا اور اسے ساتھ لے کر آؤں گا۔ میں اسے بتادوں گا کہ میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔" اس خیال سے وہ کچھ مطمئن ہو گیا تھا۔ مگر نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ کسلمندی سے بیڈ پر پڑا تھا۔ اس کا موبائل بیپ دینے لگا۔ "ہیلو!"

"کیا؟" موبائل فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جاگرا تھا۔ "پریہان نے خودکشی کرلی۔" وہ بے یقینی سے سرہلا رہا تھا۔ "نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں کر سکتی وہ۔" اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ "ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس کے لب ہلے۔ "تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں۔" وہ زور سے چلایا مگر آواز حلق میں ہی پھنس گئی۔ اس نے ہمت مجتمع کر کے خود کو گھسیٹا، گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

"اتنی جوان موت۔"

"بے چاری اتنی کم عمر لے کر آئی تھی۔"

"بوڑھے ماں باپ کا تو خیال کرلیتی۔"

"ہائے، ہائے، مری بھی تو کہاں۔ کنویں میں چھلانگ مار کر" بھانت بھانت کی بولیاں تھیں۔ اس کی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔ حویلی کا وسیع و عریض صحن لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

"ذیشب شاہ آگیا۔" اسے دیکھ کر کئی آوازیں ابھری تھیں۔ آج سے کئی مہینے پہلے اس کی وجہ سے وہ حویلی چھوڑ کر گیا تھا اور آج اسی کے لیے دوبارہ یہاں قدم رکھا تھا۔

اس نے کسی کی طرف نہ دیکھا تھا۔ مجمع کو چیر کر وہ اس کی چارپائی تک آیا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے سو رہی تھی۔ لب آپس میں پیوست تھے۔ چہرے سے ابھی بھی ناراض لگ رہی تھی۔ اس کے اندر حشر برپا ہوتے لگا تھا۔ وہ نیچے بیٹھ گیا اس کی کلائی پکڑ کر نبض تلاش کرنے لگا۔ "یہ تم نے اچھا نہیں کیا، میں کیسے جیوں گا تمہارے بغیر۔" وہ چند ثانیے بیٹھا اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتا رہا۔ اس کے اندر حشر برپا ہو گیا تھا۔

"آپ بے فکر رہیں، اگر میرا ایسا کوئی ارادہ کبھی ہوا بھی تو آپ سے دور جاکر جان دوں گی، تاکہ کوئی آپ کو الزام نہ دے سکے۔" ناراض ناراض آواز اس کے کانوں میں گونجی تو دل پر گھونسا پڑا تھا۔ وہ اٹھا اور شکستہ قدموں سے چلتا ہوا اپنے بیڈ روم میں آگیا۔ بہت کچھ یاد آنے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ چاچا کرم دین اور اماں سے ملنے آیا تھا۔ "اصل نقصان تو ان کا ہوا ہے۔" وہ ان دونوں کے پاس بیٹھا سوچ رہا تھا۔ پریہان کی اماں کی طبیعت بہت خراب تھی۔ اس نے طائرانہ نظر گھر پر ڈالی تھی جس کے در و دیوار سے وحشت ٹپک رہی تھی۔

"میں اب چلتا ہوں چاچا۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے کی چھت میں لگا ہوا پنکھا کسی بستر مرگ پر پڑے مریض کی ڈوبتی ابھرتی سانسوں کی طرح چل رہا تھا۔ خاموشی میں وقفے وقفے سے اس کی آواز ابھر رہی تھی۔

چاچا کرم دین نے بس ایک خاموش نظر اس پر ڈالی۔ وہ باہر نکل آیا تھا۔ "میرے خدا!" اسے یاد آیا تھا برآمدے میں یہی جگہ تھی جب وہ اپنی رخصتی کے وقت کھڑی سسک رہی تھی۔ وہ تیزی سے باہر نکلا تھا۔

"ذیشب بھائی!" وہ ارد گرد سے بے نیاز آگے بڑھ رہا تھا جب آواز سن کر چونک کر رک پڑا۔ "میں شگفتہ ہوں، پری کی سہیلی۔" ذیشب بہت توجہ سے اس کو دیکھ رہا تھا وہ پریہان کی ہی ہم عمر لگ رہی تھی۔

"پری مجھے آپ کے لیے کچھ دے کر گئی ہے آپ رکیے میں لاتی ہوں۔" اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ مڑی اور گھر میں چلی گئی۔ واپس آئی تو اس کے ہاتھ ایک لفافہ تھا۔ "یہ بس۔" اس نے فوراً پکڑلیا۔

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"کب دیا تھا اس نے یہ آپ کو؟"

"جس دن اس نے خودکشی کی اس صبح۔ اسے بخار تھا' شاید وہ بہت روتی رہی تھی۔ میرے بہت پوچھنے پر بھی اس نے کچھ نہ بتایا۔ حالانکہ ہم بچپن کی سہیلیاں ہیں کبھی کچھ نہیں چھپاتی تھی ایک دوسرے سے۔ مگر نا جانے کیا بات تھی کہ وہ مجھ سے بھی نہ کہہ سکی۔" وہ رونے لگی۔ یشب شاہ کے پاس الفاظ نہ تھی کہ اسے چپ کرواتا۔ وہ گاڑی میں جاکر بیٹھ گیا اور گاڑی آگے بڑھالی۔ ذرا سنسان جگہ پر جاکر اس نے گاڑی روک دی اور لفافہ چاک کیا۔

یشب احمد شاہ صاحب!

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میرے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔ میری طلاق کے بعد میرے معصوم بوڑھے والدین جیتے جی مرجاتے۔ میرے اس اقدام سے آپ کو مجھ سے نجات اور میرے والدین کو روز کے رونے سے خلاصی ملے گی۔ میری موت پر جشن منایئے' اپنی جیت کا' مجھ سے آزادی کا' ایک لڑکی اپنے خواب اور خواہشوں سمیت منوں مٹی تلے جاسوئی' آپ کو اس سے کیا۔ آپ کی زمینیں بچ گئیں' روایات سلامت رہیں۔ جب سے آپ سے شادی ہوئی مجھے آپ کی طرف سے دکھ ملے' ایسا لگتا ہے کوئی میرے اندر بیٹھا مسلسل رو رہا ہے' ہر وقت ناتمام آرزوؤں کے بین ہوتے ہیں میرے اندر۔ آپ کا التفات جسے آپ کی محبت سمجھ بیٹھی تھی اس کی حقیقت تو اب کھلی۔ دل ماننے سے انکاری؟ آپ تو بہت کامیاب اداکار ہیں۔ میں داد دیتی ہوں آپ کی اداکاری کی۔

مجھے لگا تھا آپ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں' مگر پتا ہے اصل بات کیا ہے؟ مرد کی فطرت کیسی ہوتی ہے؟ خود چاہے تو صدیوں عورت کو انتظار کی سولی پر لٹکائے رکھے اسے اگنور کرے' رلائے' تڑپائے' اس کی روح تک کو چھلنی کردے' مگر خود ایک لمحے کے لیے بھی اگنور کیا جانا برداشت نہیں کرتا۔ میں نے آپ کے اپنی طرف بڑھتے قدموں کی پذیرائی نہ کی تو اس بات نے آپ کے اندر کے انا پرست مرد کو مجھ سے بدلہ لینے پر اکسایا۔

ایک دفعہ آپ نے مجھے کہا تھا کہ بدلہ لینا کمزوری کی علامت ہے اور میں نے جواب دیا تھا کہ آپ سے کس نے کہا کہ میں بہادر ہوں۔ میں واقعی کمزور ہوں شاہ جی! مگر بدلہ نہیں لیتی۔ مجھے بدلہ لینا آتا ہی نہیں۔ آپ نے میرے جذبوں کی توہین کی' میری روح کو چھلنی کیا' میرے احساسات کو اپنے قدموں تلے روندا مجھے خون کے آنسو رلایا' مگر میں پھر بھی آپ سے نفرت نہ کرسکی' کیوں کہ وہ میری سرشت میں ہی نہیں ہے۔ میں اپنی موت کے بعد بھی آپ کی تکلیف کو محسوس کروں گی' میں آپ کو دکھ نہیں دینا چاہتی' آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی' آپ ضمیر پر بوجھ مت ڈالیے گا' میں آپ کو معاف کرتی ہوں۔ دل سے معاف کرتی ہوں۔

آپ نے اپنی ماں جان سے کہا تھا کہ ضروری نہیں جسے بیڈ روم میں جگہ دی ہے اسے دل میں بھی جگہ دی جائے' ذات کا حصہ بنایا جائے۔ آپ نے تو بیڈ روم میں دی گئی جگہ بھی چھین لی۔

آپ سب کے عزائم پورے ہوگئے' آپ سب جیت گئے' دولت جیت گئی' روایات جیت گئیں' مگر میں اور میرے ماں' باپ اپنا سب کچھ ہار گئے۔۔۔ آپ کو معاف کیا۔۔۔ معاف کیا۔ آگے الفاظ آنسوؤں سے مٹے ہوئے تھے۔

بدنصیب۔

پریہان یشب شاہ۔

☼ ☼ ☼

"میں اندر آجاؤں؟" وہ بیڈ پر نیم دراز گہری سوچوں میں مستغرق تھا۔ جب آواز سن کر چونکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ سامنے انبساط کھڑی تھی۔

"آجاؤ۔" وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"وہ بہت اچھی تھی' بہت نرم مزاج' صاف دل کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

مالک۔" وہ اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ان کی لکیروں کو دیکھ رہا تھا۔ "مجھ سے اس کی کافی دوستی ہو گئی تھی۔ مجھے اس سے کبھی بھی حسد محسوس نہیں ہوا۔" وہ خاموش رہا۔

"مگر آغا جان اور آپ کے بابا نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔" توقف کے بعد دوبارہ بولی۔ یشب شاہ نے چونک کر سر اوپر اٹھایا۔

"آغا جان نے کیا کیا؟" وہ استفسار کرنے لگا۔

"آغا جان کے بھائی نے غیر خاندان کی عورت سے شادی کرلی تھی۔ اس عورت سے چاچا کرم دین پیدا ہوئے تھے' مگر آغا جان کے والد صاحب نے اس عورت اور اس کی اولاد کو قبول نہ کیا۔ آغا جان کے بھائی اور ان کی بیوی کار روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا' مرنے سے پہلے انہوں نے وکیل کو بلوا کر اپنی زمینوں میں سے چاچا کرم دین کا حصہ بھی لکھوایا جو انہیں بلوغ ہونے کے بعد ملتا۔ یہ بات ان کے والد کو برداشت نہ تھی کہ خاندانی جائیداد باہر جائے۔ انہوں نے آغا جان سے وعدہ لیا کہ وہ اس زمین کو چاچا کرم دین سے چھین لیں گے۔ چاچا کریم دین کی پرورش حویلی کے ملازموں کے ہاتھوں ہونے لگی۔ آغا جان نے اس وکیل کو خریدنے کی بہت کوشش کی' مگر ناکام رہے۔ زمین چاچا کرم دین اور ان کی بیٹی کے نام ہو گئی۔ اگر پریسان کی شادی غیر خاندان میں ہوتی تو زمین وہاں چلی جاتی۔ اپنی زمین تو چاچا نے خاموشی سے آغا جان کے حوالے کردی' مگر بیٹی کے حصے کا ڈیڑھ مربع انہوں نے ٹھیکے پر دے رکھا تھا جس سے وہ بیٹی کی تعلیم اور دیگر اخراجات پورے کرتے۔ آغا جان کے ڈر سے کوئی ان سے زمین ٹھیکے پر نہ لیتا اور اگر کوئی لیتا تو انتہائی کم پیسوں میں۔" یشب شاہ دم سادھے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"آغا جان نے اپنے باپ سے کیا وعدہ نبھایا اور ساری کی ساری زمین واپس حاصل کرلی۔ کیوں کہ زمینوں کا بٹوارہ انہیں منظور نہ تھا۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا۔" اپنی آواز اسے کنویں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"ایسا ہی ہوا ہے۔ آغا جان نے اس سے زبردستی سائن کروائے تھے فائل پر اور زبردستی ہی اسے اس کے گھر چھوڑ کر آئے تھے۔" اس کے اندر دھماکے ہونے لگے۔

"جھوٹ ہے۔ آغا جان ایسا کیسے کرسکتے ہیں میرے ساتھ؟"

"تم نے آغا جان کا صرف ایک روپ دیکھا ہے۔ تمہیں میری باتوں کا یقین بھی تو نہیں آرہا' مگر بہت جلد آجائے گا۔" وہ اٹھ کر چلی گئی یشب شاہ خالی خالی نظروں سے اس کی پشت کو گھور کر رہ گیا۔

"تو کیا پریسان میری کزن تھی؟" اس کے اندر ہزاروں سوال اٹھ رہے تھے۔ وہ بے چینی سے ادھر سے ادھر پھرنے لگا۔ "آغا جان میرے ساتھ ایسا کبھی نہیں کرسکتے' وہ تو مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کی تو خواہش تھی کہ میں پریسان کو اپنا لوں ہمیشہ کے لیے۔" کوئی سرا ہاتھ نہ آرہا تھا۔ وہ مزید الجھتا گیا۔

☼ ☼ ☼

"آغا جان میں اپنے بیٹے کے ساتھ مزید زیادتی برداشت نہیں کروں گی۔" صالحہ بیگم خاموش نہ رہ سکیں۔

"بہو تم خاموش رہو۔" آغا جان اب کی بار پھر انہیں دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال کر پھینکنا چاہتے تھے۔ اندر سے آتی آوازوں کو سن کر وہ وہیں رک گیا اور اسی کشمکش و پنج میں تھا کہ اندر جائے یا نہ جائے کہ آغا جان نے اس کے قدموں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔

"وہ لڑکی ہرگز اس قابل نہ تھی کہ میرے پوتے کی بیوی بن کر رہتی۔ دیکھا نہیں اس کی اس فضول سی حرکت نے اسے کتنا ڈسٹرب کردیا ہے' مگر شکر ہے کہ یشب شاہ ہمارے پاس واپس آگیا۔" وہ کسی قدر سفاکی سے بولے۔

"آپ کو زمین چاہیے تھی آغا جان' وہ مل گئی۔ ایک معصوم جان آپ کی ان روایات کی بھینٹ چڑھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

گئی' اس سارے قصے میں وہ تو بے قصور تھی اور پھر کوئی غیر نہ تھی آپ کا اپنا خون تھا۔" اس کے اردگرد کسی دھماکے ہوئے تھے۔

"نہیں ہے وہ ہمارا خون' ایک غیر عورت کی اولاد ہمارا خون نہیں ہو سکتا۔" اسے یقین نہ آرہا تھا کہ یہ اس کے پیارے آغا جان بول رہے ہیں۔

"آغا جان میرا بیٹا ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا ہے۔ وہ رشتوں کو ہر چیز سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اس کے لیے زمینیں' جائیدادیں اہم نہ تھیں۔ پھر آپ نے اس ظلم کے لیے میرے بیٹے کو کیوں منتخب کیا؟" ان کے آنسو تھمنے کا نام نہ لے رہے تھے۔

"وہ زمین بھی تو یشب شاہ کے حصے میں آئے گی نا۔"

"آغا جان میرے بیٹے کو ہوس نہیں ہے دولت کی۔" وہ رو رہی تھیں تڑپ رہی تھیں۔ "کاش میں یشب شاہ کو اس شادی کی حقیقت پہلے ہی بتا دیتی' میرا بیٹا اس طرح تو نہ ٹوٹتا۔ ایسے وہ کبھی چپ نہ ہوا تھا۔ غلطی میری بھی ہے' میں کیوں چپ رہی' کیوں زبردستی اس کی شادی ہونے دی۔"

"خاموش صالحہ بیگم۔" کمال شاہ غصے سے دھاڑے۔ "اپنی خاندانی زمین واپس حاصل کرنے کے لیے آغا جان کو جو بہتر لگا انہوں نے کیا۔ یشب شاہ کا کوئی نقصان نہیں ہوا' اس کی ہم شادی کروا دیں گے وہ بہت جلد سب بھول جائے گا۔"

"بابا۔۔۔" وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ان تینوں کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ لوگ ایسا بھی کر سکتے ہیں۔۔۔ مائی گاڈ!" وہ چلتا ہوا آغا جان کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

"آپ کا تو منظور نظر تھا نا آپ کے دل کا چین' پھر آپ نے میرا چین کیوں لوٹ لیا۔" آغا جان نے دیکھا اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی' لباس شکن آلود بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے تھے۔ ان کے دل کو کچھ ہوا۔

"ہم آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔" وہ گھبرا گئے۔

"نہیں کرتے۔" وہ چلایا "جن سے محبت کرتے ہیں ان کی خواہشات کا احترام کیا جاتا ہے۔ آپ نے مجھے خالی ہاتھ کر دیا۔"

"اور بابا آپ۔۔۔" وہ ان کی طرف آیا تھا۔ "آپ کو لگتا ہے کہ آپ اس کی جگہ کسی دوسری لڑکی کو لے آئیں گے اور اب کی بار میں پھر خاموش رہوں گا۔ بابا رشتوں کا کوئی متبادل نہیں ہوتا۔ انسان کھلونے نہیں ہوتے کہ ایک ٹوٹ گیا تو دوسرا لے آئے۔" اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔ "آپ لوگوں کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ آپ نے میرے ساتھ کیا کیا ہے' کیا چھین لیا مجھ سے۔۔۔"

"ماں جان!" وہ سسک اٹھا تھا۔ اس کے رونے میں بھی روانی آگئی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر ان کی آغوش میں منہ چھپا لیا تھا۔

"ماں جان میں ٹوٹ گیا' بکھر گیا ہوں' ماں جان مجھے سکون نہیں مل رہا' اسے واپس لے آئیں' پلیز اللہ میاں سے کہیں مجھے ایک موقع اور دے دے۔"

پریہان کی وفات سے آج تک ان دس دنوں میں اس کی آنکھ سے ایک آنسو نہ نکلا تھا' مگر اس وقت ماں کی آغوش میں منہ چھپائے ننھے بچے کی طرح وہ رو رہا تھا۔

"مت رو میری جان۔" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولیں۔

"وہ واپس نہیں آئے گی کبھی بھی۔۔۔ صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں' میں بھی تمہاری مجرم ہوں' مجھے بھی تو کچھ کہو' مجھے معاف نہ کرنا' میرے ضمیر پر پہلے ہی بہت بوجھ ہے۔" انہوں نے نرمی سے اسے اوپر اٹھایا اور اس کا چہرہ ہتھیلیوں میں لیتے ہوئے محبت سے بولیں۔

"آپ ماں ہیں۔ آپ کو کیسے کچھ کہوں۔" وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "مگر اب یہاں کبھی نہ آؤں گا' آپ کے علاوہ میرا اس حویلی میں کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے ماں جان' زمینوں اور جائیدادوں کو رشتوں پر فوقیت دینے والے۔۔۔ میرے کچھ بھی نہیں ہیں۔۔۔ پریہان سے زیادہ بدنصیب میں ہوں' جسے دکھ دینے والے اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

کو برباد کرنے والے اتنے اپنے اور قریبی ہیں۔"

"دیشب بیٹا میری بات سنو۔" کمال شاہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا جسے اس نے اصرار کے ساتھ، مگر نرمی سے چھڑالیا۔

"میں سب کچھ کھو چکا ہوں باباجان، میں اب کچھ بھی نہیں سن سکتا اگر میں نے کوئی گستاخی کی ہو، تو معاف کردیجیے گا۔" وہ باہر نکل گیا تھا۔ صالحہ بیگم بل کھا کر گر پڑی تھیں۔ کمال شاہ ان کی جانب بڑھے جبکہ آغا جان ابھی تک ساکت تھے۔

☆ ☆ ☆

آج اس کی جرمنی کے لیے فلائٹ تھی۔ وہ یہ ملک ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جارہا تھا۔ یہاں ہر طرف اس کی یادیں اطراف سے پتھر برساتی تھیں۔ اپنے بیڈ روم میں اس وقت وہ پیکنگ کررہا تھا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے تھے۔ کمرے میں اس کی بہت سی چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ اس کے کپڑے، جوتے، بیگ، جیولری جو وہ کبھی پہنتی نہیں تھی۔ واش روم میں اس کا شیمپو.... اس کے دل کی حالت بہت بری ہورہی تھی۔ وہ بے دم ہو کر ایزی چیئر پر گرا اور لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے آنکھیں موندلیں۔

لو میں آنکھوں پہ ہاتھ رکھتا ہوں
تم اچانک کہیں سے آجاؤ

"کاش صرف ایک بار تم وہ سب مجھے بتادیتی، پھر تم دیکھتی کہ میں کس طرح سب سے ٹکر لیتا تمہارے لیے، تمہیں اتنا پیار دیتا کہ تم اپنے ہونے پر فخر کرتیں۔" وہ اٹھ گیا تھا۔ اس نے پریسان کا جائے نماز اٹھا کر اپنے سامان میں رکھ لیا تھا۔ اسٹڈی کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس کی نظر اسٹڈی ٹیبل پر پڑی تو اس کے دل پر گھونسا پڑا۔ وہ اندر آگیا۔ اس کی کتاب ابھی بھی کھلی پڑی تھی جسے وہ پڑھتے پڑھتے کھلا ہی چھوڑ گئی اور ساتھ پین تھا جس پر شاید تیزی کے باعث کیپ بھی نہیں لگایا تھا۔

"پریسان!" اس نے کتاب کے صفحات پر ہاتھ پھیرا جن پر ہلکی سی گرد کی تہ جم چکی تھی۔ اس کے اندر توڑ پھوڑ ہورہی تھی۔ وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

ٹیکسی سبک رفتاری سے ایرپورٹ کی جانب رواں دواں تھی۔

"تمہارے ساتھ بہت برا ہوا، دکھ یہ ہے کہ میں بے خبر رہا۔ تمہیں مجھ پر اعتبار نہ تھا۔ اس کی وجہ میرا رویہ تھا۔ تم بے خبر رہی میرے جذبوں سے، ہم دونوں ہی کٹتے رہے، مگر میں بے خبر رہا.... اپنے دل کو اس تغافل پر میں کبھی معاف نہ کرپاؤں گا۔" اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندلیں۔

اپنے لیے خود ساختہ جلاوطنی کی سزا اس نے خود ہی منتخب کی تھی۔ ڈرائیور نے کیسٹ پلیئر آن کردیا۔

انشاء جی اٹھو اب کوچ کرو
اس شہر میں جی کا لگانا کیا
وحشی کو سکوں سے کیا مطلب
جوگی کا نگر میں ٹھکانہ کیا

☆ ☆

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

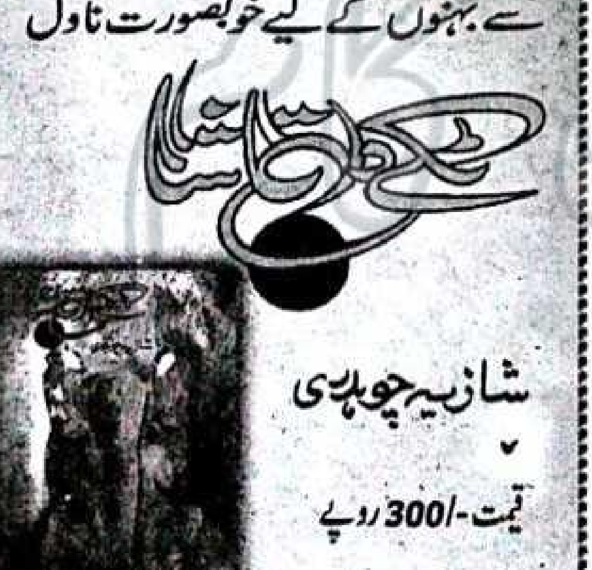

شازیہ چوہدری

قیمت -/300 روپے

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 32735021

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY